



حضرت سید عبد السلام
 عرف سبل بالکار رحمہ
 اللہ ھبہ کی جانب سے
 کس داروں کی بہ
 سین کاوش کی کن جو
 کہ ایک سنبھ پوش
 گروئے میں اپسی دلت کیے
 کامل ترین عالم باعث
 ول شیر جو داخل
 سلسلہ حضرت عبداللہ
 شاہ شیخ رحمۃ اللہ
 علیہ سے ہیں لکن اسرا
 صدر گرامیں میں ان کا
 مزار ہے
 ۱۰ کام وارث پاک علام
 نوار عظمہ اللہ ذکرہ کیے
 حکم ہر کیا اس کام کو
 کوئی وارث اپس جانب
 منصب گر کیے تو اس
 حکم مرشد کا ارتکاب نہ
 کرے اگر کوئی میں
 شخص ۱۰ کہیے کیے اس
 نے بس قل ایف مانو تو
 مل لیجیے کا کہ ۱۰
 جھوت ہول بے علام کا
 کام غلام من کردا ہے بعض
 مرشد کیے حکم کی
 تعصیل کردا ہے ناکہ
 تعریف اور وادہ ولیں وصول
 کردا

موائی مہربانی ۱۰
 داروں ہر حکم مرشد کی
 انجام لازم ہے جھوت
 ہولیے اور وادہ ولیں سے ہر
 سرگرم نکردا



باب القراءات العالیہ میں یونیورسٹی میں درست تعلیمی مکتبہ میں مدرسہ میں انتخاب



الْعَشْوَهُ وَاللَّهُ ○

صُوفِی و بِزَرگ شاعر

حضرت الحاج خواجہ سید عبیر علی شاہ وارثی حیثی اجمیری مذکولہ
کے تحریر کردہ

حمد و نعم و مناقب و عارفانہ غسلہ لون

کا

مجموعہ کلام

محمد یا ملین وارثی، محمد مشتاق

ترتیب و تدوین

سنا شر

مولانا محمد اکبر وارثی "اکادمی پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

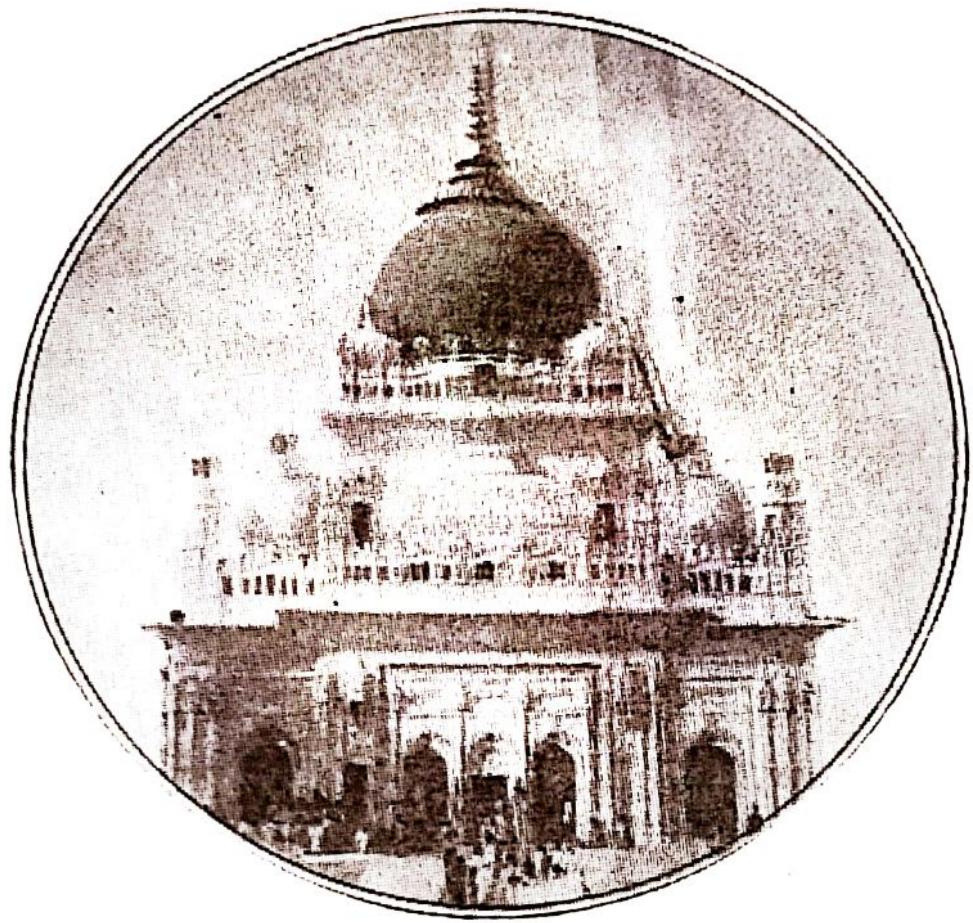
الْعُشْقُ هُوَ اللّٰهُ“ کے جملہ حقوق بحق مولانا محمد اکبر وارثیؒ[ؒ]
اکادمی نخطوط ہیں۔ کسی بھی فرد، افراد یا ادارے نے اس کتاب کی بجزی یا
کلی اشاعت کی تو اس کے خلاف مقدمہ دائر کیا جانے گا، جس کا فیصلے کا حق
صرف کراچی کی عدالتوں کو حاصل ہو گا۔

کتاب کا نام	الْعُشْقُ هُوَ اللّٰهُ
ہمیت کتاب	شعری مجموعہ
مصنف	حضرت الحاج سید عبدالعزیز علی شاہ وارثی چشتی اجمیری مدظلہ
اشاعت	الحمد پرنٹرز اسلام روڈ کراچی
تعاد	گیارہ سو (۱۱۰۰)
بتاریخ اشاعت اول	ماہ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ مطابق اگست ۱۹۹۱ء
ترتیب و تدوین	محمد یامین وارثی، محمد مشتاق
سریر ورق	انور النصاری
پروف ریڈنگ	پروفیسر افتخار جیسی

ناشر _____ مولانا محمد اکبر وارثیؒ اکادمی پاکستان

مجموعہ لہذا کے ملنے کے مکرری پتے

وارثی بک ہاؤس اللہ والی ماڑکیٹ لا مڈھی، ع _____ کے راجحے
خالقہ عالیہ جامدہ وارثی چشتی قادریہ کامران العلوم درگاہی میں آمنہ عاصمہ جمیٹ روڈ ممبر ۷، ۳ برلن جنمادیوبی گھنٹہ کو
وارثی بوئیلر ٹسین سینٹر زیب النساء، اسٹریٹ صدر کراچی



انتساب

نذر عقیدت بمحضور شہنشاہ ولایت آفت اب معرفت امام الاولیاء
 خواجہ گلگوں قبا جانشین پچتن پاک شیخ المعالمین مبلغ اعظم
 سیدنا و مرشد اسید وارث ارث پچتن وارث علی شاہ قبلہ
 عالم اعظم اللہ ذکرہ جنھوں نے مجھ سے ناچیز کو اپنی غلامی سے
 سرفراز فرمائ کرم فرمایا خصوص سے نذر گذار ہو،
 شاہان چہ عجب گر بہواز ند گدارا
 غلام عنده مان آں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 فقیر عنبر علی شاہ وارثی پچشتی اجمیری عفی عنہ

زیرِ نظر

زیرِ نظر "العشق ہو اللہ" مخدومی و محترمی رہبر طریقت و شریعت حضرت الحاج خواجہ سید عنبر شاہ دارثی چشتی اجیری مدظلہ العالی کی حمد و نعمت، مناقب و عارفانہ کلام کا مجموعہ ہے۔

یہ مولانا محمد اکبر دارثی اکادمی کا اولین کاؤش ہے، شاہ صاحب کا مجموعہ کلام کی طباعت ہماں لئے جوئے شیرلانے سے کم نہ تھا۔ سب سے دشوار اور مشکل ترین مرحلہ قبلہ شاہ صاحب سے ان کے کلام پر مبنی بیاض کا حاصل کرنا تھا۔ میں نے مختلف موقعوں پر حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ وہ اپنی بیاض مجھے مرحمت فرمادیں تاکہ اسے تبرکات کتابی شکل میں شائع کیا جاسکے۔

ہر مرتبہ حضرت نے اس سلسلے میں بیگانگی و بے نیازی کا اظہار فرمایا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ "میرے کلام کی طباعت کی کیا ضرورت ہے؟" میں عرض کروں گا کہ یہ جملہ شاہ صاحب کے قلندرانہ مزاج کا منہض، روشن خاص و طرز زندگی کا بنیادی جوہ ہے کہ وہ نام و نمود، تکلف و تضع اور نمائشی زندگی سے قطعاً بیزار ہیں۔ میں نے شاہ صاحب کے مسلسل انکار کے باوجود اپنا اصرار ترک نہیں کیا۔ اس لیے کہ میں اور مجھے جیسے امگنت والستگان قبلہ شاہ صاحب اور لالعدا ایسے دیگر حضرات جو آپ کا کلام عرصہ دراز سے ریڈیو، ٹیلی ویژن، لانگ پلے ریکارڈ اور مجالس سماں میں ذوق و عقیدت سے سنتے رہے ہیں یہ چاہتے تھے کہ آپ کے مجموعہ کلام کی طباعت سے مستفید ہوں اور اپنی روحانی تشنگی جو کہ ان کے لیے باہم عرفان سے کم نہیں، کی پیاس کو بجا سکیں میر امسدن مستقبل اصرار رنگ لایا اور میں قبلہ شاہ صاحب سے ان کے کلام کی بیاض حاصل کرنے کے ضمن میں سرخرو ہوا۔ میں عرض کروں گا کہ میری یہ سرخرو ٹیکو بھی حضرت کی شفقت و محبت اور عنایت خاص کی مرحون منت تقی جس کی بارش وہ میری ابتدا سے آج تک مجھ پر فرماتے رہے ہیں۔ اس میں ان کی ذات کی خود نمائی یا کلام کی طباعت کا عنصر موجود نہ تھا۔

حصول بیاض کے بعد بھی حضرت کے بہت سے سند پا سے ایسے تھے وہ اس میں موجود نہ تھے معروف کلام کا حصول بھی ایک مرحلہ تھا۔ میں نے حضرت کا جتنا بھی کلام دستیاب ہو سکا حاصل کرنے کی سعی کی ہے اس میں بھی حضرت کی دعاؤں کا طفیل تھا کہ یہ ساری دشواریاں کیف و سرتاوی اور طلاق و راحت کا پیغام لا میں جو کہ میرے لئے ایک اعزاز ہے۔ سب سے بڑھ کر طباعت کے لیے مسودہ

کی کتابت کا مرحلہ تھا جس کا تجربہ ناشران کو کچھ اچھا نہیں رہا ہے میں بھی اس کا شکار ہوا۔

دوسرا مرحلہ سرورق کا تھا۔ یہ بھی بخیر و خوبی گزر گیا۔ اس سلسلے میں میرے مجتبی و مکرمی محترم محمد جاوید خان دارثی نے ٹبری معاونت فرمائی اور اس سلسلے میں وطن عزیز کے معروف مصور و منفرد خطاط خداداد فنکارانہ صلاحیتوں کے ماں ک جناب انورالنصاری سے مجموعہ کلام کے نام کی مناسبت سے بہترین سرورق تیار کر دیا۔ میں اس تعادن پر انور بھائی کا انتہائی منون رہوں گا کہ انہوں نے دیگر مرافق میں بھی معاونت فرمائی۔ درحقیقت یہ سارا کام ایک یا دو افراد کے لئے کی بات نہیں تھی بلکہ ایک ٹیم و کے تھا جس کا میرے پاس فقدان رہا ہے نہ رابطہ کی سہولت نہ وقت کی فراوانی میں ابتداء میں اکیلا ہے نہ کے باعث اپنے آپ انتہائی بے بس تصور کر رہا تھا کہ عین اسی وقت میرے مخدومی محترمی خواجہ دلبر شاہ دارثی صاحب مظلہ نے میری معاونت کا فرائضہ انجام دینا شروع کر دیا اور ہر اعتبار سے میری ایسی معاونت کی کہ مجھے اپنے تھہا ہونے کا احساس نہ رہا۔ اس مجموعہ کی طباعت کے آخری مرحلے تک ان کی ادبی و علمی اعانت و روحانی کرم فوازی قدم بد قدم میرے ساتھ رہی ہے۔

آخر میں جناب افق اجمیری صاحب جو قبلہ شاہ صاحب اجمیری مظلہ کے ہم وطن اور دیرینہ رفیق ہیں کاشکر گزار ہوں کہ انہوں نے کلام کی نوک پک سنوارنے اور حضرت قبلہ شاہ صاحب مظلہ، کا تعارف تحریر کرنے کا کام سرا انجام دیا اور انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود ہماری یہ مشکل حل فرمائی۔ میں مکرمی شہباز وارثی صاحب جو کہ میرے پیر بھائی بھی ہیں کا بھی معاونت کے لئے شکر گزار ہوں۔ میں ان اصحاب خصوصاً برادر طریقت و سلسلہ دارشیہ محمد جاوید خان دارثی، محمد مختار خاں صاحب اور ان تمام محسینین اور کرم فرماؤں اور تمام پیر بھائیوں کا قلب کی گہائیوں سے منون مشکور ہوں جن کی ہمدردیاں، محبت و ایثار طباعت کلام میں شامل حال رہیں۔

ہر انسانی تخلیق میں غلطی کا امکان ہر صورت میں موجود ہے یہ مجموعہ کلام بھی اس سے مبتا نہیں لہذا جو غلطیاں نظر آئیں انہیں میری کوتا ہی اور کم علمی سمجھ کر در گزر فرمائے گا یا اپنے زریں مشوروں اور تجاویز سے ہمیں نوازی سے گاتا کہ نقش ثانی میں فرو گزا شتیں دور کردی جائیں جن کی نشاندہی آپ حضرات کی جانب سے فرمائی جائے۔

اجازت کا خواستگار

چیئرین مولانا اکبر وارثی اکادمی پاکستان

۲۵ ستمبر ۱۹۹۰ء

تبت وارث کوئین کے قرباں غیر / مختصر آیینہ حالات و اتفاقات

اسی نسبت سے ہوا صاحب ایماں ہوں میں

حضرت قبلہ و کعبہ الحاج خواجہ سید عہد علی شاہ ولیٰ پیشی اجیری مدظلہ نے منہ میں کہ میں بہوتان کے مقنائز و ختم و مقدس خطہ اجیر شریف کے ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جو رہائی اور اخلاقی تزویں کا حقیقی امین اور ہائیگی و تقدیر کی آسماجگاہ تھا۔ اپ کے والد محترم حضرت علام صوفی سید محمد ندوی و میشی اجیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے حجید عالم دین زیرست مولیٰ زندگی کی حیثیت سے پورے اجیر شریف میں عقیدت و اخراج کی نگاہ سے درج ہے تھے۔ انہیں دینی علم کے ساتھ ساتھ علم ختم و علم علوم کے علماء میں مصروفی میں بھی کامل دستگاہ حاصل تھی، اپ کی والدہ ماجدہ کاشانی زہد و نقوی اور عابدانہ طرقی زندگی بھی اپنکی نشانہ اپ تھا۔ حضرت شاہ ماعبد قبلہ نے اپنے ان عظیم المرتبت والدین کی آنفوٹی عبادت میں پوشش پائی اور ابتدائی دینی تعلیم بعد نزیریت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ بعد ازاں وہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ سے فارغ الحصیل ہوئے علاوہ انہیں حدیث شریف کا علم اپ نے صراحی العلاج حضرت مولانا بحدیث علی خاص صفت بہار شریف اور دیگر مقنائز و معروف علمائے کرام سے حاصل کیا۔ دینی علوم کے علاوہ اپ صاحب دینی علم کے مکمل کی۔ جو بھرے بھی آلاتستہ ہوئے! اس مضم میں میریک سید قیام اپ نے اجیر شریف کے ایک سرکاری اسکول سے حاصل کی بعد میں علیگڑھ بیرونی سے آپ نے اپنی تعلیم کا مکمل کی۔ شاہ صاحب نے پھر اسی سے بہت ذہین و فلکیں تھے۔ اپ کو ابتداء کی تھے اپنے فلانی حقیقی سے انتہائی درجے کا لگاؤ تھا۔ لہذا تعلیمی منازل طے کرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل عادات و ریاضت کے ذریعے اپ نے دینی مدارج بھی طے کئے۔ اور مختلف سلاسل کے متعدد جلیل القدر بزرگوں کی انتہائی جانفناہی و تندی سے حضرت کی۔ ان بزرگوں میں سرکاری عالم پناہ حضور سیدنا وارث شاہ کے ایک عاشق صادق تلندر نیاں قطب ذوال حضرت یہاں خواجہ مقصود شاہ وارث رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جن کی بہرہ کمال و پیر جلال شعیعت شاہ صاحب کی سلسلہ ولیتیہ میں ابتدائی مراجعت کے لئے مشیل راہ بن گئی۔ شاہ صاحب ان کی ذات و صفات دیکھ کر تصور ہیرت بن گئے۔ اور ان کی بے شال فیقری کے مضم میں بے ساختہ کر لٹکھ کر صد و مصوہ مصور کیسا پوسٹ کا جس کی یہ تصویر ہے۔ یہی سبب تھا کہ اپ سرکار وارث عالم نوازگی ذات اندس میں سرتاپا مخصوص و متفرق ہو گئے۔ وارث پاک سے اپ کی محبت کا بہانہ کا درجے کا لگاؤ ملاحظہ فرمائے ہیں۔ سیدنا ماقبل نے شاہ صاحب جیسے متعدد سرکاری فقیرتے اپ کو اپنے دست خاص سے احرام عطا فرمایا۔ یہ شفقت و محبت اور عطا و بخشنش کی انتہائی تھی۔ لیکن شاہ صاحب اس العام عظیم کے اہل بھی تھے شاہ صاحب کی زندگی ہمیشہ پاک و امامی کے زیروں سے اراستہ اور عاشق و محبت کے حقیقی جوہر سے پیراستہ رہی۔ اپ کے حضور وارث پاک سے محبت کی بنا پر اُن کی حیات بیپروط طاہرہ کو اپنی زندگی کے تمام گوشوں کے لئے نوؤں عمل بنایا۔ اور اپنے شیخ کی پیری وی میں مناکت سے افرز فرمایا اور اُنکے پہنچ کے کو ترجیح دی۔ ساتھ ہی سانہ اب پتے اپنے شیخ کی دوسرا عظیم سنت یعنی سیاحت کو بھی اپنایا اور اس مضم میں بر صیغہ پاک ہند کے چھپتے پہنچ کے سیاحت بھی فرمائی جن میں بالخصوص جمال مقدس، عراق اور ساونہما فخر بفہمی شامل ہیں۔ الحاج خواجہ سید عہد علی شاہ وارث مذکور اسی سے اپنے بزرگی کی مخالفت مانگ کی سیاحت کی الومگی اور فابل تقلید مثال ہے۔ بہنر شاہ صاحب نے سلسلہ عالیہ و ارشیہ میں بیعت ہوئے کا شرف عارف کامل بھرہ حیرت و محبت حضرت الحاج خواجہ حیرت شاہ وارث رحمۃ اللہ علیہ کے دست میں پرست پر حاصل کیا۔ جو سراج الطریقت سان المیقت حضرت خواجہ سید مسٹر شاہ وارث رحمۃ اللہ علیہ کے نزیریت پافتنہ فیروزہ حضرت عہد علی شاہ صاحب نے اپنی بوجوانی کے دور میں جن بزرگوں کی خدمت کی ان میں حضرت مولانا عبد السلام نیازی دھلوی، حضرت مولانا سعید دھلوی، حضرت مولانا عبد القادر نیازی، حضرت مولانا عبد الکریم یوسف شاہ تاجی، حضرت مقصود شاہ وارثی، حضرت سید محمد علی وارثی، حضرت او گھٹٹا وارثی، حضرت اختر مودودی، حضرت مولانا یعنی عطا شاہ صاحب وارثی، حضرت خواجہ حسن نظامی، حضرت پیر قبلہ سید عبد الرشید ماعبد شاہ وارثی، سیت حضرت بوعلی شاہ تلندر، حضرت علام مولانا عبد المصطفیٰ الاذہری مرجم، حضرت سید ایل حسن اشتری، حضرت سیدنا فاضی مجموعہ، اُن محترم حضرات میں شیخ الحدیث حضرت علام عبد المصطفیٰ الاذہری مرجم، حضرت سید ایل حسن اشتری، حضرت سیدنا فاضی مجموعہ، حضرت سید ذہین شاہ تاجی، حضرت میکم عارفین ابوالعلائی، حضرت اُستاد برقشراہ جہا پنوری حضرت میاں سید فالد شاہ صاحب وارثی اور حضرت مطہب حقانی اجیری قابل ذکر ہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت عہد شاہ وارثی مذکولا شاہ عہد حاضرگی عظیم ترین اور نابغہ عہد زگار شخصیت ہیں اُن کی زندگی اُن کے پیشہ و حضرت یہرت شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر

صد خدمت خلق سے ہوئے مخدوم
آبر و پائی آبر و نکر کے

کی عملی تفسیر ہے۔ وہ ایک عالم باعمل، ایک درہلش خدمت ایک عاشق صادق اور انسانیت کی بہبود و نلاح کے پیشہ علیہ داری کی حیثیت سے دنیا کے سامنے ہیں۔ انہوں نے بزرگوں کے ہاتھے ہوئے راستہ پہ شابت تدری سے میں کو صرف عاضر میں ایک روشن مثال قائم کر دی ہے جسے دیکھ کر عہدیرفت کے صوفیاء کی باد تازہ ہو جاتی ہے۔ انہوں نے صوفیائے کرام کے مشن کو انتہائی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھانے کا فریضہ سرا نجام دیا ہے حضرت شاہ صاحب عجز و اکسار کا مجتہد صبر و توكل کا پیکر اللہ جملہ جلا لہ و عمد نوالہ پر کامل یقین رکھنے والے اور اللہ کے محبوں میں اور کائنات علیہ النبی والشفاعة کی محبت کو اپنی زندگی کا مرکز و محور سمجھنے والی تخفیفیت ہیں انہوں نے ایک فاموش مبلغ کی حیثیت سے دن میں کی اور جتنی خدمت فرمائی ہے سیکڑوں مقررین اپنی تقاہر و غطابات اور مصنفین اپنی تھانیف و تالیف کے ذریعے بھی ایسی فدمت انجام نہیں دے سکتے پہت سے لوگوں نے اپ کے دست حق پرست پڑا سلام قبول کیا۔ جسکا ایسے لوگ بمالا الغہزاروں کی تعداد میں پاکستان اور بھارت ان

کے گوشے میں موجود ہیں جنہیں اپنے کے نو سط سے سلسلہ عالیہ وار شیخیں داخل ہونے اور سرکار عالم پناہ یہاں دارث پاک کی عقیدت مجت سے اپنا دل و دماغ مصقاً و مبلأ سرنے کی سعادت عظیمی اور متعابی بے بہا حاصل ہوئی ہے۔

شah صاحب نے ایک عرصت تک شعید صافت میں بھی اپنی خدا داد صلاحیتوں کے جو ہر دکھائے ہیں وہ ہندوستان میں دھلی سے جناب اللہ فاروق صاحب کی اولادت میں شائع ہونے والے رسائل "محترم خیال" لکھتے ہے جناب عزیز حسن بقائل کی اولادت میں شائع ہونے والے میگزین حدیث پیشوا اور اسی قسم کے دیگر اخبارات و رسائل سے والبتر ہے جن میں مختلف موضوعات پر ان کی میکڑوں متنوع تحریریں شائع ہوئیں شah صاحب بے شمار مدد اور سماجی تنبیہوں سے بھی منکر ہے اور مغلوق مذاکوہ کا پیشے ہے لوث اور مغلومات غدریات سے مسیفہ کیا ہے تو نے تحریریں پاکستان کے سلطنت میں بھی بھر پوکردار ادا کیا وہ اس سلطنت میں قیامتیہ اسی رہنا اور لایب و شاعر مولانا ظفر علی خان صاحب کی تفاسیر کی ہوئی تبیہم اتنا دلت کے جزوں سکریٹری کی حیثیت سے بھی اپنی ایک سلطنت میں قیامتیہ اسی رہنا اور لایب و شاعر مولانا ظفر علی خان صاحب کی تفاسیر کی ہوئی تبیہم اتنا دلت کے جزوں سکریٹری کی حیثیت سے بھی اپنی ایک سلطنت اور مغلوق مذاکوہ کا پیشے ہے لوث اور مغلومات غدریات سے مسیفہ کیا ہے تو نے تحریریں پاکستان کے سلطنت میں بھی بھر پوکردار و لولا انگریز تقاریر لمبیرت افسوس نہیں اور تدبیر سے بریز تحریریوں سے منتشر قوم کو جمعت کرنے کا فریضہ تادیرا نہیں دیتے ہے اسی زمانے میں آپ کی تعلیمیں اور مناقب اپنے بیت الہمار کا مجموع بھی شائع ہوا جس کا نام "صحیفہ سیفی" تھا یہ مجموع کلام بودھری قوم کے عظیم و معانی پیشوا اور علیگر یونیورسیٹ کے چاندرا علی حضرت بزرگانی میں البید طاہ سیف الدین سے مسحوب کیا گیا تھا جس پر یہاں طاہ سیف الدین صاحب نے اپنی بے پناہ پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے شah صاحب کو بذات خود ایک عامہ ایک فلعت اور پاٹنے سور و بے نقد کے انعام سے لوازا اور ساتھ ہی سو روپے ماہوارہ نہیں بھی مقرر فرمایا جو اس زمانے میں اپنے بڑا اعزاز تھا۔

شah صاحب کا ایک عوالان کی شاعری ہے وہ غالباً ایک صوفی ہیں اور جب ایک صوفی شاعر بھی ہو تو ظاہر ہے اُس کی شاعری کیفیات عشق حقیقی سے یقینی طور پر مالا مال ہوگی اور ایسی شاعری جس کا اعلان کسی صاحب جنہوں کیف شغفیت سے ہو اس کے اثرات دیر پا ہونا لازمی ہے۔

شah صاحب کی شاعری ایک صاحب دل شاعر کا ایک ایسا نفر ہے جسے سن کر سماعنوں میں رس گھلتا محسوس ہوتا ہے اور جسم جاں وجہ میں آہاتے ہیں انہوں نے حمد، نعمت، مناقب اور فنا ایل اہل بیت الہمار میں بے شمار تلبیں تلبند فرمائی ہیں اور وہ سب کی سب ایسی ہیں جنہیں پڑھکر یا سُن کر سر دھننا جاسکتا ہے بلکہ لوگ مردھستے ہیں یہ ہمارا شاہ بھی ہے اور عملی تحریر بھی۔ شah صاحب کے بہت سے نعمتی کلام بہت مشہور ہیں مشہور ہیں بلکہ عالمگیر شہرت کے حامل ہیں خاص طور پر حضرت شیخ سعدیؑ کے لازوال نقبہ قطعہ "بلغ العلی بکمالہ" پر ان کی تغییں جس کا ایک مصری "سیر لاسکاں سے طلب ہوئی" ہے بے پناہ مقبول ہوئی اسی طرح حضرت شیخ عبد العزیز محدث دھلویؑ کے بارگاہ خداوندی اور بارگاہ رسالت مائب صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم میں حدود رجہ متابع نعمتیہ قطعہ یا ماحب الجمال و یا سید البشیرؑ کی تفصیں جس کے دو مصروع صد داتا سنی کر تم یہاں نامور

بنده لواز پاد شاه حسن سربرسر
بنده لواز پاد شاه حسن سربرسر
یہیں یہ تفصیں بھی مقبول خاص و عام ہے مدد کرہ تفصیلوں کی شہرت اور قبولیت فام کا عالم یہ ہے کہ عرصہ دراز سے شاید اسی کو
دن ایسا آبلا ہو جس دن شاہقین نعمت نے انہیں بصورت قوائی قوال ای حاجی غلام فرید صابری اور ان کے ہنرواؤں سے نہ مسا ہو
شah صاحب کی یہ تفصیں شہرت کی اُس بلندی پر نظر آتی ہیں جس کی لوگ پرستور تھا کرتے ہیں لیکن شاید ہی کوئی خوش نصیب ایسا
ہو جس کی یہ تمنا پاپوری ہوئی ہو شah صاحب کا معاملہ اس کے بر قس ہے اُن کا معاملہ حضرت علامہ بیان ابراہیمی کے اس شعر
وہ اسے کہ

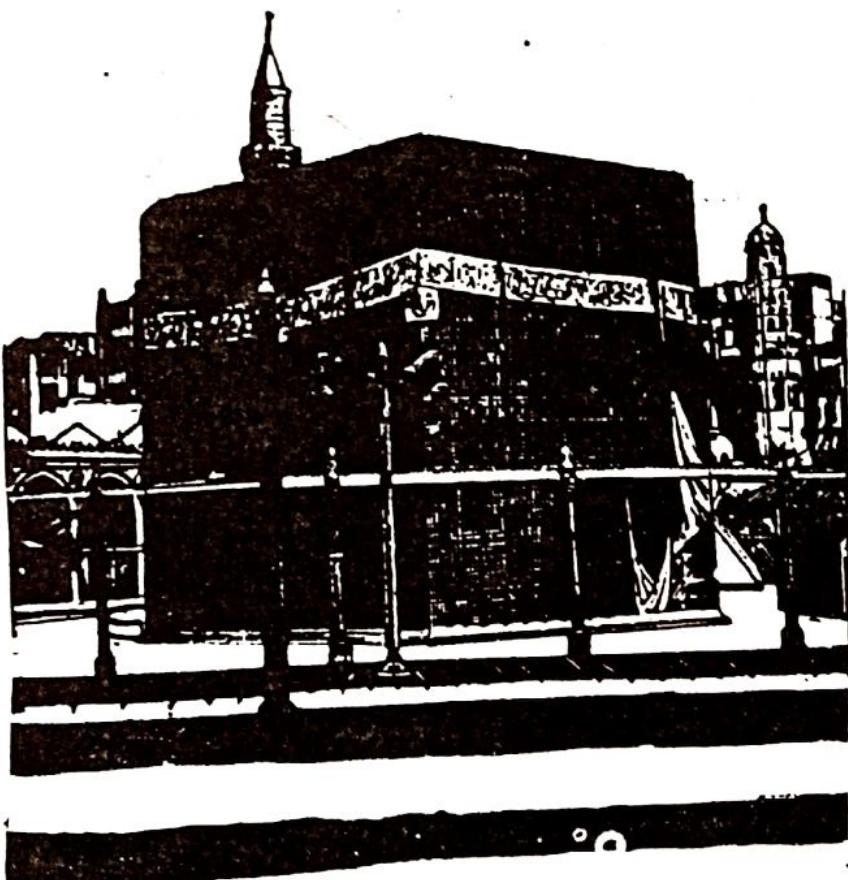
حد ہے حصول مدد عا کاران نزک مدد عا
میں نے دنیا چھوڑ دی ت عمل لیا مولا نجھے

اہیں چونکہ شہرت کے حصول کی کوئی تمنا نہ تھی لہذا نہ چاہئے ہوئے بھی آج شہرت، عزت، عظمت اور سر بلندی اُن کے زندگی باندھی میں ان تفصیلوں کے علاوہ بھی شah صاحب کا بہت سماں انتیہ اور عارفانہ کلام بے پناہ مشہور ہے۔ ہند فپاک کے بے شمار نامور قوائی اُن کے کلام خالق عالیٰ صوفیہ اذ میں پیش کرتے ہیں جس سے اہل دل اور روحانیت کے مثلاً خوب محفوظ ہوتے ہیں شah صاحب کی ذات گرامی اور اُن کے کلام پر کچھ تحریر کرنا میر امضب ہرگز نہیں تھا لیکن کہا کروں اپنے بے پناہ دل کم ہائیک کے باوجود دیہ ترقیت جسے کسی اہل علم کو انجام دینا تھا خوش نسبی سے مجھے اسی انجام دینا پڑا مجھے اعزاز ہے کہ میں خواہش د کو ششیں کے باوجود دیہ ترقیت جسے کسی اہل علم کو انجام دینا تھا خوش نسبی سے مجھے اسی انجام دینا پڑا مجھے اعزاز ہے کہ میں دل کم یا رائی کو پہاڑ کے مقابل لانے کی فرسودہ و بیکار کو شش ہے میں شah صاحب کی ذات گرامی اور اُن کے کلام پر کچھ بھی دل کم پانے کے اعتراف کے ساتھ اجاہت چاہتا ہوں۔

باب وحدت

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَ الْمَلَكِ الْحَقِيقَةِ

سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَادِقُ الْوَعْدِ لَامِنُ



حَمْدٌ بِإِيمَانٍ تَّكَلَّ

ذرے ذرے سے عیال جلوہ بیکت اتیرا
 قطرے قطرے میں نہال حسین محبتی اتیرا
 ماک و خالق کل ارض و سموات ہے تو
 از ازل تا ابد حُکم ہے چَلَتا تیرا
 ہے تیری ذات مُجیط دو جہاں رپت قدری
 لاشرکی لہبے حلق میں طفرات اتیرا
 ذکر ہو بَنَدگی ہو حمد و شَأْتیری ہو
 نام اہر لمحظہ زبان پر ہے مولاتیرا
 اک تیرے حکم سے قائم ہے دُعَالِم کا وجود
 وصف بندے سے بیال کیسے ہو مولاتیرا
 حَمْدٌ وَسُلَيْمٌ ہے مختارِ دُوْعَالِم تُؤْہے
 اور محتاج ہے ہر اعْلَمَ وَادْنَی تیرا
 ہر جگہ حاضر و ناظر ہے توہی رپت کریم
 دونوں عالم میں ہے عنبر کو بھر سَأْتیرا

دُر بارپیہ سر جھگکا نے چپلا ہوں
محبت میں ہتھی مٹانے چپلا ہوں

اللہی مرے عشق کی لاج رکھنا
مقدار کو میں آزمائے چپلا ہوں

شرابِ محبت سے مخسوس ہو کر
من و تو کے پردے اٹھانے چپلا ہوں

زبال پر ہے لبیک اور چشم پر نم
چڑاغِ محبت جلانے چپلا ہوں

وہ فاراں کی چوٹی پہ جبلوؤں کا عالم
میں ہر ہر نفس جنمگا نے چپلا ہوں

تری یاد باقی ترا غشم سلامت
میں ہر شے کو دل سے مٹانے چپلا ہوں

جنوں اب مجھے راس آیا ہے عنبر
کہ طوفان کو ساحل بنانے چپلا ہوں

”کلایچی ائر پورٹ بوقتِ روانگی جاہ مقدس جہاز مجہ ۳۰ نومبر ۱۹۵۱ء“

بہار اور حرم کی بہار کیا کہنا
ہر ایک ذرے پر جنت نشانہ کیا کہنا

کوئی طواف میں موجود کوئی سر بے وجود
تجھلائی رُخ آئیں نہ دار کیا کہنا

گناہ ایسے کہ دوزخ بھی جس سے کاتپ اٹھے
اور اس پر رحمت پروردگار کیا کہنا!

لگایا ممٹنے سے حرم میں جو ساغر زمزہ
تجھلیات ہو میں آشنا کار کیا کہنا

ہر ایک ذرہ وہاں کا ہے منبع النوار
غلوصِ دل سے کہو بار بار کیا کہنا

سرور و کیف کا عالم کون دل کامل
اور اس پر جذبہ بے افتخار کیا کہنا

یہ عنبر آپ کی بندہ نوازیوں پر شار
حضور وارثہ عالی وقار کیا کہنا

امروں حرم شدایت کو متنظر ۱۹۵۱ء

عرفات و مینا کے میداں میں ایکانِ محلی ہوتا ہے
الوزار کی بارش ہوتی ہے جلوؤں کا نظارا ہوتا ہے

ساقی کی سخاوت کا عالمِ بینا نہ نازاں پر دیکھا
آن مرست نگاہوں کا ساغر، راکیں چمکتا ہوتا ہے

یہ کبھی کی پردہ پوشی بھی اک رازِ حقیقی رہتی ہے
اس بحید کو اللہ ہی جانتے اس پردے میں کیا کیا ہوتا ہے

"عرفات شریف"

۱۹۵۱ء

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
بِقَدْرِ حُسْنِهِ وَجْهَمَاٰلِهِ

رسالت

صَلِّ اللّٰهُ عَلٰی سَلَّمٍ



ثبوتِ کون کے لیے لفظِ کون سے پہلے ہی
ازل میں حق نے محمدؐ کو انتخاب کیا
مرے گناہ تو میکرچلے تھے دوڑخ میں
حضورؐ آپ کی رحمت نے کامیاب کیا

نعت شریف بحضور کارمینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصیبتِ بھر کی میری مٹا دو یا رسول اللہ
مجھے اپنا منخِ روشن دکھا دو یا رسول اللہ

کرم ہو گا، سحر ہو جائے گر ظلمتِ شبِ آم کی
ہمیں بھی وصل کا مردہ مٹا دو یا رسول اللہ

سچ پسیڑوں میں ہے کشتی بھر عصیاں میں تلاطم ہے
فراس کو کنائے سے لگا دو یا رسول اللہ

تمہارے بھر میں رہ رہ کے دل کے آبے پٹوں
مز آزارِ الفت کا چکھا دو یا رسول اللہ

تمہارے عشق میں ہر اک بلاسلیم ہے اتنا
مگر دُنیا کے ہر نعم سے چھڑا دو یا رسول اللہ

طفیلِ آلِ اطہر بندہ عنبر کیسے کو
منے عرفان کا سارِ پلا دو یا رسول اللہ

لُقْتِ شریف

عارضِ تابان مصحفِ قرآن سیدنا و محمد نا
صورتِ انسان جلوہ یزدان سیدنا و محمد نا

لوحِ جبیں پر لوز رسالت مشعلِ ایمان شمعِ باریت
وحدت و کثرت رُخ سے تمایان سیدنا و محمد نا

آئے خدا کے بنکے پیامی مجری لاکھوں لاکھوں سلامی
مالکِ دنیا دین کے سلطان سیدنا و محمد نا

فخرِ زمین و فخرِ زمان آمنہ کافر زند ریگانہ
نیز بر قدر ہے عالمِ امکان سیدنا و محمد نا

رُوفِ معنبر شانِ الہی رُخ پر فدایہ ساری خالی
رشکِ حبیبن اس خسر و خوبال سیدنا و محمد نا

فرشِ زمیں کی ہے عزتِ عرشِ بریں کی آپ ہن ہی نیت
اپسے بیس کونین درخشاں سیدنا و محمد نا

رحمتِ عالم چشم کرم ہو دور مراد ہر رنجِ عالم ہو
آپ کا عنبر اور پریشان سیدنا و محمد نا

"سید دیوی شریف"

لعت

میہدا ایمان ہے گفتار رسول عربی
میہدا قرآن ہے رخسار رسول عربی

اُب نہ ہے چین ہو بیمار رسول عربی
دیکھو وہ آگیا دربار رسول عربی

طور کامنظر پڑھوں نہیں ہے موسیٰ
قابل دید ہے دربار رسول عربی

ایسے بیمار پ صدقے ہوں شفا یئر جیکو
مل گیا شریت دیدار رسول عربی

سر میں ہے عشقِ شہدہ ہر دوسرے کا سودا
دل میں ہے حضرت دیدار رسول عربی

لے جائے خلد میں امت کے گنہ گواروں کو
چھپنے کر کیسوئے ختمدار رسول عربی

میں ہوں اُس باد شہدہ ہند کا خادم غیر
جس کا دربار ہے دربار رسول عربی
”۱۹۸۵ء: اجمیر شریف“

نعت بحضور سید الکائنات فتح موجوداً صلی اللہ علیہ وسلم

مَدْنِي تاجدار کیا کہنا شہہ عالی و قارکیا کہنا
 جند بہ شوق لے چلا بھی کرم کر دگار کیا کہنا
 عشقِ احمد میں آج دکن دل ہو گیا تارتار کیا کہنا
 الغیاث المدرسول کریم ہر نفس کی پکار کیا کہنا
 بندہ ہوں بندگی کی لاج رہے اپنے نکایہ دیار کیا کہنا
 ذرے ذرے پشاور بھی کے جان و دل میں شار کیا کہنا
 اب سنہا لے نہیں سن جلتا ہے دل ہے بے اختیار کیا کہنا

 مئے حُبِّ نبی سے ہے سرشار
 عنبرِ بادہ خوار کیا کہنا

بریت مُتوہہ سندھ

نورت شریف

صد قے تم پر ہے یہ ایمان مدینے والے
تم پر قُدر بانِ دل و جان مدینے والے
آپ کی شان ہے کیا شان مدینے والے
سارے نبیوں کے ہو سلطان مدینے والے
نام نامی ترماً محبوبِ خدالے کے
فخر کرتے ہیں مسلمان مدینے والے
کیا کرے آپ کی تعریف کوئی ختمِ مصل
درجِ خواں آپ کا سُبھان مدینے والے
اب بُلا لیجیے عنبر کو مدینے مولा
ہند میں ہے یہ پریشان مدینے والے

لُر ت

ہر طرف پھایا ہے فیضانِ حبیبِ کبریاً
ساقیا لاجامِ عرفانِ حبیبِ کبریاً

رحمت اللعالمیں محبوبِ حقِ امّی لقب
اُب خُدا جانے ہے کیاشانِ حبیبِ کبریاً

آپ سے تکمیلِ تخلیقِ دُوعاِ المہوگنی
دولوں عالم پر ہے احسانِ حبیبِ کبریاً

فی الحقیقتِ دولتِ کونین اُس کو مسلٰ گنی
اگیا جوزیرِ دامانِ حبیبِ کبریاً

روئے روشن ہے فروعِ بلوہ شمسِ الفتنی
رشکِ عنبرِ زلفِ پیچانِ حبیبِ کبریاً

"ابو ۱۱، میں ۱۹۳۶ء"

لعت شریف

فخر موجودات طبیب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

چرخ ہے در پئے بیدا در رسولِ عربی
تم سے فریاد ہے فردیا در رسولِ عربی

میں ہوں اب مائل فردیا در رسولِ عربی
کیجیے دل کو مرے شا در رسولِ عربی

آپ کا حکم ہے فرمانِ حنداوندِ جلیل
قولِ حق آپ کا ارشادِ رسولِ عربی

(۵)

آپ کے نور کی پھیلی ہے ضیارِ عالم میں
جن سے کونین ہیں آبا در رسولِ عربی

(۶)

آپ ہر بکس و عاجز کا سہارا مٹھہ کے
میری بھی کیجیے اسدادِ رسولِ عربی

آپ کی زلفِ مُغتَبِر پر ہے شیداء عزیز
اور ہر غم سے ہے آزادِ رسولِ عربی

لُعْتِ شَرِيفٍ يَحْضُورِ سَيِّدِ الْكَوَافِرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



اللہ رے رُعب حُسن رسالت مَاب کا
چہرہ ہے زرد شر کے دن آفتاب کا

یہ شان اور یہ رتبہ شہید بُوتراٹ کا
ذرے کی ہے مثال وجود آفتاب کا

زانوئے شیر حق پہ سر شاہ انبیاء
وقتِ نمازِ ملک گیا عالم تھا خواب کا

حکمِ رسول بہر علی از پئے نماز
رُخ ہو گیا ادھر سے ادھر آفتاب کا

یہ شعر گوئی اور یہ نغمہ سر ایاں
غیر ہے فیض وارثِ غالی جتاب کا

”درگاہِ محبوب اللہی“ - دہلي ۱۹۲۵ء

لَعْنَتُ شَرِيفٍ بِحَضْرَةِ سَرَورِ كُوئِينٍ

ایک، ایک صفت لے کر ہر ایک نبی آیا
پر سینکڑوں جلوؤں سے ماہِ عَرَبِی آیا

جب عرش پہ شہہ پہنچے حُوزہ یا پکارا ٹھیں
تفظیم کو اسٹھ بیٹھو عن عالی نیستبی آیا

روشن ہوا صدرِ ذرّا انوارِ رسالت سے
اسلام کو لے کر جب مسکی مسَدَنی آیا

میں پائے مبارک سے کہہ دنگا لپٹ کریے
کیون دھیان بھی عنبر کا آقا نہ کبھی آیا

لعت

رحمتِین قربان اُن پر جو ہیں بیمارِ نبی
مربِ صلی علی شان پرستا رَبِّی

صفد آقا کی قدم بوسی ہے اک میرا غلچ
بے نیازِ تدرستی ہے یہ بیمارِ نبی

اُس سے پوچھو عشق و افاقت کی ذرا بیچنے
تیس نے دیکھے ہوں کبھی گیسوئے خمدارِ پتی

بعدِ مردن اس طرح تُربت بنے عنبر مری
زیرِ دیوارِ علیٰ نیازِ زیرِ دیوارِ نبی ! !

جلوہ گاہ طور عنبر بن گیسا سینہ مبرا
اسقدر نازل ہوئے ہیں دل میں انوارِ نبی

”جمیر شریف“

مطلع جلوہ سجنان رسولِ عربی
حسن اور عشق کا سامان رسولِ عربی

رُخ پر نور سے ہے وحدت و کثرت ظاہر
ہر نظر غر عرفانِ رسولِ عربی

جاری و ساری ازل سے ہے ابد تک چک لئے
آپ کا چشمہ فیضانِ رسولِ عربی

لش اقدس پر ہے آراستہ روئے انور
رحل پر جیسے ہو قرآنِ رسولِ عربی

بندہ پر درنگ کرہ لطفِ گرم ہو جائے
از پئی شاہ شہیدانِ رسولِ عربی

پیکر حسن ازل ہے رُخ زیبائے حنفیور
رُخ پر نور ہے قرآنِ رسولِ عربی

عرضہ حشر میں اس طرح سے آئے عنبر
سرپر ہو آپ کا دامانِ رسولِ عربی

مری تندگی محمد مری جستجو محمد
مرا مدعاً محمد مری آرزو محمد

کبھی فرش پر عیاں میں کبھی عرش پر نہاں ہیں
کہیں نورِ کل محمد کہیں شان ہو محمد

مہہ و مہرو انجم میں، گل و غنچہ و چین میں
کہیں حسنِ کل محمد کہیں رنگ و بلو محمد

زہے خوبی، مقدر مجھے عشق راس آیا
مری ہر نظر ہے جلوہ مرے چار سو محمد

بجمال و حسن و خوبی اس بردی دل ربانی
مری ہر نظر ہے جلوہ مرے زد برو محمد

یہی آرزو ہے عنبر در صطفاً پہ جا کر
کروں سجدۃ مجتبیت پڑھوں اللہ ہو محمد

کرم یا مُحَمَّد کرم یا مُحَمَّد
 شہنشاہ خیر الامم یا مُحَمَّد
 یہ سب آپ کا ہے کرم یا مُحَمَّد
 کہاں میں کہاں یہ حرم یا مُحَمَّد
 تھہارا ہے نقش قدم یا مُحَمَّد
 مرا قبلہ دیں مرا کعبہ جاں
 نکل جائے انکھوں سے دم یا مُحَمَّد
 ہو پیش نظر آپ کا روئے انور
 میری زندگی اور مرا دین و ایماں
 تم ہی ہونخدا کی قسم یا مُحَمَّد
 میرا ذکر عنبر میرا فکر عنبر
 ہما دم مُحَمَّد ہما دم مُحَمَّد

زقید دو عالم من آزاد گشتم
 محمد پرستم محمد پرستم
 بفخر غلامی آل محمد بصل افتخارم ہمہ جائے رفتیم
 خوشایض و مستی و زندانہ عنبر
 یہ بازار رقصم سردار رقصم

اویں ساہے کمال تری حُسن ذات کا روشن ہے ذرہ ذرہ جو کل کائنات کا
گاہے زمین پر کبھی بالائے عرش ہوں اللہ عزوجلہ کیفیات کا

سجدہ درجیب پہ ہونے لگے قبول اب لطف آگیا مجھے صوم و صلوٰۃ کا
آن کے تصورات میں کھو یا ہوں میں غرقِ تجلیات ہے ہر لمحہ رات کا

عنبر کو طعن کانہ بدف شیخ جی کریں
جب علم ہی نہیں ہے انھیں اقامت کا

زکوئے میرِ خوباب رشک بوئے مشک بار آمد
خمار آمد خمار آمد خمار آمد خمار آمد
جمال آمد جمال جمال بہ کمال آمد
حیین آمد حمیل آمد حمیل شاہکار آمد

حبیب آمد حبیب آمد حبیب جان دو عالم
سکوں آمد سکوں آمد قرار آمد قرار آمد
مبارک باد اے غارِ حرا خور شید ہر عالم
کہ در خلوت کہے تو رحمت حق بار بار آمد
منور شد دو عالم از جمالِ خسر و خوباب

بہ شانِ مصطفائی رحمت پروردگار آمد
محمد نام کردی در عرب آں نورِ کل عنبر
بہ اندازِ دگر آئینہ پرورد دگار آمد

عَرْشِ بَرِّیٰ بِزَیْرِ نَعَالِ مُحَمَّدٌ اَسْتَ
وَلَدِ اَیِّ عَرْوَجِ وَكَالِ مُحَمَّدٌ اَسْتَ
دَسْتِ رَسُولٍ دَسْتِ الْهَبِیْسَتْ بِالْقَيْنِ
دَرِ کَائِنَاتِ نَبِیْتْ مَثَالِ مُحَمَّدٌ اَسْتَ

اَزَاءِ بَیْنَهُ فَتَمَّ تَوَّلَ عَيَانَ شَدَسْتَ
شَانِ خَدَاسْتَ شَانِ جَلَالِ مُحَمَّدٌ اَسْتَ

تَفْسِیرِ مِنْ رَانِ بَبِیْسِ اَےِ خَدَا پَرْسَتْ
دِیدِ خَدَاسْتَ دِیدِ جَمَالِ مُحَمَّدٌ اَسْتَ

اَنَوارِ ذَاتِ بَرَخِ قَرَآنِ زَیرِ لَبْ
حَالِ مُحَمَّدٌ اَسْتَ وَقَالِ مُحَمَّدٌ اَسْتَ
ہَرَکِیْکِ گَدَائِیْخَاکِ مدِینَۃِ شَہَزادَاءِ
صَدَفَخِزِ کَائِنَاتِ بَلَالِ مُحَمَّدٌ اَسْتَ

عَنْبَرِ خَدَا گَواہِ کَهِ اَیَمانِ مِنْ هَمْتَیِ سَتْ
مَقْصُودِ مَا مُحَمَّدٌ وَآلُّ مُحَمَّدٌ اَسْتَ

اوچ پہ آیا اپن مقدر
مورے گھر آج محمد آئے
رفعت ان کی اللہ و اکبر آنکھیں روشن دل بھی منور
رشکِ ارم ہے آج مرا گھر اوچ پہ آیا اپن مقدر
مورے گھر آج محمد آئے
کون محمد محسن عظیم کون محمد نور مجتہم
جلوہ بخش عرش عظیم طاہر و طیب پاک مطہر
مورے گھر آج محمد آئے
عبداللہ کے آنکھ کے تارے آمنہ بی بی کے راج دلارے
دونوں جگت کے پالن ہارے انا فتحنا کا تاج ہے سرپر

مورے گھر آج نحمدہ آئے

نبیوں کے سرتاجِ محمد صاحبِ حقِ معارجِ محمد

بھر دو جھولی آجِ محمد بدری نوری آئی ہے گھر کر

مورے گھر آجِ محمد آئے

دل بھی صدقے جان بھی صدقے جان ہی کیا ایمان بھی صدقے

آپ پہ دونوں جہان بھی صدقے صلی علی ہر ایک کے لب پر

مورے گھر آجِ محمد آئے

رحمتِ عالم شافعِ محسن صدقۂ زہرۂ صدقۂ حیدر

مولا کرم کر دیجئے سب پر عنبر صدقۂ نقشِ قدم پر

مورے گھر آجِ محمد آئے

تضمہ کیں

شیوا خور جوی هر حوم

یہ کس مقام پہ لایا جنوں خدا جانے
سبھل سبھل کے قدم رکھ رہے ہیں دیوانے
میرا دل ازل کے دن سے شہہ دیں پر فدائے
مرا جذبہ مجت یہاں لے کے آگیا ہے
یہ حرمیم مصطفیٰ ہے کہ حرکم کس بردیا ہے
نہ بڑھے ادب کی سد کہ دیارِ مصطفیٰ ہے ● میری بے خودی سے کہہ دیے مقام ہوش کا ہے
غم عشق اپنا دے کر میری لاچ رکھنے والے
میرے ہر نفس میں رہ کر میری لاچ رکھنے والے
مجھے رحمتوں میں لے کر میری لاچ رکھنے والے

سرہ شراپنا کہہ کر مری لاج رکھنے والے ● تیری رحمتوں کے صدقے یہ کرم نہیں تو کیا
قدِ رعنات کی اطافت کا یہ کیف اللہ اللہ
رُخِ پاک کی زیارت کا یہ کیف اللہ اللہ
سرِ عرش تیری عظمت کا یہ کیف اللہ اللہ
تیرے گیوں کی نکہت کیف اللہ اللہ ● کبھی بے خوبی ہوئی یہ کبھی ہوش آگیا ہے
دلِ عنبرِ حزین کی یہ ہے عرض میسکے مولا
دم نزع پائے شہر پر میرا آخری ہو سجدہ
میں کرم کا ملجمی ہوں ہو کرم شہر زمانہ
وہ تمہارا نام لیوا وہ ستم نصیب شیوا ● وہ غریب حاضری کو جو تڑپ کے رہ گیا ہے

تضمین بر قطعہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث بھوی

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي آپ ساکوئی حیں ہم نے نہ دیکھانے سُنا
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاء اوزھیل آپ ساداللہ کسی ماں نے نہ جانا
خُلُقَتْ مِبْرَأً مِنْ كُلِّ عِيْبٍ پاک و طاہر ہے ہر اک عیب سے ذات حضرت کی
كَا انكَ خُلُقَتْ كَمْ تَشَاءُ اپنی مرضی کے مطابق ہوئے جلوہ فرمایا

يا صاحب الجمال وياسيد البشر

من وجہک المنیر لقد نور العمر

داتا سخنی کریم یہ اللہ نامور بندہ نواز بادشاہ حُسن سر بسر
تیرے بھکاری شاہ وگدا اور تاجور سلطانِ دو جہاں شہنشاہ بھروسہ

بندے آپنے مہر کی ہو جائے اک نظر

يا صاحب الجمال وياسيد البشر

لے رحمت تمام شہنشاہ خوشحال لے مظہرِ تجلی انوارِ ذوالحدائق

لے تا جدارِ عرشِ علیٰ شاہ باہاں ہے پیکرِ جمالِ الہی ترا جمال

لے وجہہ خلق ہر دو جہانی بے مثال

یا صاحبِ الجمال و یا سیدِ البشر

تخلیقِ کائنات کا سہارہ ہے رانکے سر ان پر فدا ہیں جن دمک اور ہر بشر

ہے دو جہاں میں ذاتِ محمدؐ مفتخر روزِ ازل سے آپ ہیں حق بین حق نگر

کونین میں ہے آپ ہی کی ذات را ہبر

یا صاحبِ الجمال و یا سیدِ البشر

آئینہِ جمالِ خدا آپ کی نظر زلفِ دو تھے سورہِ والیل سر بسر

ہر نقشِ پا کا عکس ہیں خورشید اور قمر ثانی نہیں ہے آپ کا کوئی پیامبر

مل کر پڑھو درود شہ دو جہاں پر

یا صاحبِ الجمال و یا سیدِ البشر

عشقِ رسولؐ پاکِ میری زندگی ہے حبِّ بنی سے مست رہوں بخود رہے

کل کامنات سے مجھے بیگانگی رہے عنبر مجھے حضور سے داشتگی رہے
 در در زبان صبح د مسابس یہی رہے
 یا صاحب الجمال و یا سید ابشر
 چرچا تمہاری عظمت و شوکت کا چارسو نورِ خدا ہے آپ، ہی کا تور ہو، ہو
 یہ شان آپ کی ہے کیا جل جلالہ ہو قرآن میں بیان کرے حق سبحانہ، ہو
 در در خدا ہے صلو علیہ وسلم لا یمکن الشنا، کما کان حق
 بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
 پہنچے فلک پر جب شہ کو نین نیک خو سب سر بسجده ہو گئے جنت کے خوب رو
 حور و ملائکہ میں تھی باہم یہ گفتگو یہ پیکرِ جمال الہی ہے ہو بھو
 صلی علی بہارِ گلستان وحدۃ لا یمکن الشنا و کما کان حق
 بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تضمین بر قطعہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

سر لا مکان سے طلب ہوئی سوئے منتہی وہ چلے بنی
 کوئی حد ہے اُن کے عروج کی بلغ العلیٰ بمحالہ
 مہی ابتداء یہی انتہا یہ فروع جدوجہ حق نما
 کہ جہاں سارا پھک اٹھا کشف الدجی بمحالہ
 رُخِ مصطفیٰ کی یہ روشنی یہ تجذیبوں کی ہماہی
 کہ ہر ایک چیز پھک اٹھی کشف الدجی بمحالہ
 وہ سے اپا رحمتِ کبریٰ کہ ہر اک پہ جن کا کرم ہوا
 یہ کلام پاک ہے برمدا حُسْنَت جمیعُ خصالہ
 یہ کمالِ فُلقِ محمدی کہ ہر اک پہ چشمِ کرم رہی
 نہ سرِ حشر نفرہ اُمّتی حُسْنَت جمیعُ خصالہ
 رُخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ دہی حق نگر و ہی حق نما

که خدا نے پاک نے خود کہا صلّو علیہ وآلہ
مرا دین عنبرِ وارثی بخدا ہے عشقِ محمدی
مرا ذکر و فکر ہے بس یہی صلّو علیہ وآلہ
اے مظہرِ نورِ خدا بُنْعَالِ بکس الہ
مولانا علیؒ مشکل کشا کشف الدّجّی بمحکم الہ
حسینؒ حبانؒ فاطمہؒ حُسْنَت جمیع خصالہ
یعنی محمدؒ مصطفیؒ صلّو علیہ وآلہ

سلام بحضور شہنشاہ کوئین صلی اللہ علیہ وسلم

سلام اے رحمت دو عالم سلام اے تاجدارِ بطنی
سلام اے عم گزارِ امت سلام اے شہرِ دیارِ بطنی

سلام اے فخرِ نوح و آدم سلام اے آمنہ کے سارے
سلام اے ولیٰ مدینہ سلام اے افتخارِ بطنی

سلام اے لورِ ذاتِ عالیٰ سلام غارِ حسدا کے باسی
سلام لاکھوں ہی یا مُحَمَّد یہا رِ بطنی نگارِ بطنی

تمہی کو ہے لاج روزِ محشر تمہی پہ ہے باتِ حشر کے دن
سلام طحہ سلام لیسیں سلامِ شمسِ دیارِ بطنی

اغتشی یا رحمت دو عالم اغتشی یادِ تیگِ اعظم
طفیلِ زہراً علیٰ کا صدقہ کرم کرم تاجدارِ بطنی

گدائے در کا سلام لیجے کرم سے اب سرفراز کچھے
شفیعِ محشر در د لاکھوں سلام اے دوستدارِ بطنی

حرم کی ہو حاضری میسر یہی تمنا ہے اب تو عنقر
ز ہے مقدر کے میری، تی ہو خاکِ راہ غبارِ بطنی

”رانے بریلی ۱۹۲۵ء“

باب ولایت

انا مدینۃ العلمن و علی بابها
یعنی علم کا شہر ہوں اور علی اس کا درزارہ (حدیث بنوی)



لله حمد کہ من بن دہ جیز در رہستم
از میں کدہ غشی سکت در رہستم
محمور شد از بادہ عرفان عنبر
در دیر خرابات قبلت در رہستم

من كنت مولا فعلى مولا
میں جس کا مولا ہوں اس کے مولا علی بھی ہیں۔ حدیث نبوی ۳

خاکِ نجف ہے سجدہ گہرہ جہلہ قدسیاں
تہاں صیریوں کے نہیں ہیں جُدا علیٰ

دونوں کی ایک نور سے تخلیق حق نے کی
ہرگز نہیں ہیں نورِ نبی سے جُدا علیٰ

مولائے کائنات بفرمان شاہ دیں
مشکل میں ہیں ہر ایک کہ مشکل کشا علیٰ

اعل و گہر سے دامنِ سائل کو بھر دما
خود نانِ جو پہ کرتے رہے التفا علیٰ

کل ان بیمار پر رحمتِ عالم کو ہے شرف
اکلیلِ تاجِ فرقہ تمام اولیاء علیٰ

عالیم کے ضوفگنِ انہیں انوارِ قدس سے
شمسِ الفضیل علیٰ میں تو بدر الدّحی علیٰ

اللَّهُمَّ أَدْرِسْ الْحَقَّ مَعَهُ حِثْ دَار
يَا اللَّهُ جَدْهُرٌ عَلَى جَائِئِينَ اسْتَأْنِ طَرْفَ حَقَّ كُوْ تَبْهِي گَهَا دَارَ - حَدِيثُ بُنْوَى

متقدیت

زَهْبَهُ حَسِينٍ وَجَمَالٍ فِيهِ جَبِينَ
عَلَى الْمُرْتَضَى مَاهٍ مُبِينَ

نُوشَةٌ بِرِدْ رِفْرِدُوسٍ كَاتِبٍ
عَلَى مُخْتَارِ شَدَّ خَلْدٍ بِرِبِينَ

بَعِيشِ حَيْدَرٍ كَارَ مُسْتَمٍ
تَمَى دَانِمٍ حَسِينٍ وَنَازِنَيْنَ

عَلَى حَامِدٍ عَلَى مُنْجَمُودٍ وَاحْسَدٍ
گَهْبَهُ بِرِ عَرْشٍ گَاهٍ بِرِ نَمِينَ

پَمِيرٌ گَفَتْ اِيْ سِجَادَهُ مَنْ
اِمامٌ دُوْجَهَانٌ بَا لِيقَيْنَ

خُدَا کے شیر و داما پَمِيرٌ
امیر کشور دُنیا و دینے

عَلَى اِمْرَضَى مُمْشَكَلٍ کَشَائِيَّ
کَرَمٌ بِرِ حَالٍ اِيْ غَنِيرٌ گَمِينَ

من فارقك يا على فقد فارقني . ومن فارقني فقد فارق الله
اے علی جس نے تم کو چھوڑ دیا اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور جس نے علی کو چھوڑ دیا اس نے اللہ کو چھوڑ دیا۔ حمد للہ

مشقیت

علی المرتضی شاہنشہء دنیا و دیں آئے
جهان میں غل بہاہر سوامی پرمومنیں آئے

یتیمون کے معادن بے کسوں کے وارث والی
بانداز دگر زینت دہ عرش بریں آئے

جوابِ خستہ مولا نہ آیا ہے نہ آئے گا
جهان میں یوں تولاکھوں نازیں آئے حسین آئے

خدا شاہر ہے عنیر ہو گئی الزار کی بارش
ذہبے شان غلامِ نبی جب کھی کہیں آئے

”لکھنؤ ۱۹۳۶ء“

اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلَىٰ يَارِهَا
بین حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ حدیث بنوی

مشہور خلق کیوں نہ ہو حاجت رو علیؐ
پایا ہے جب کہ نام ہی نام خدا علیؐ
آدمؐ سے رکتا ہے شہزاد اشرف الرسل
کرتے رہے وزارتِ کل انبیاء علیؐ
خود مُصطفیؐ نے لمحاتِ الحی کہا جسے
کیا مجھ سے ہو بیاں صفتِ مرضی علیؐ
شاید ہے ان کے فضل پر قرآن میں ہل اٹی
ہیں کانِ جود بجسےِ لزاں سَخَا علیؐ
مشکل پہ میری آکے وہیں دنگیری کی
غیرے نے جب پکارا کہ مشکل کُش علیؐ

من اذی علیاً فقد اذانی
جس نے علی کو ایذا دی اس نے بھئے ایذا دی - حدیث بنوی

متقدیت

بحضور مولا نے کائنات سید امیر علیہ السلام

رقم ہیں عرش پریس پر تری صفات علیؑ
ہے فخر کشور کو نہیں تری ذات علیؑ

福德 رئے منور نثار نقش قدم
یہ میسر اول مرا ایکاں مری جیات علیؑ

ہوئے ہیں آپ کے کردار سے عیان بخدا
رموز حق کے حقیقت ننانکات علیؑ

سراپا مظہر الزار حق تری صورت
ہیں مہرو ماہ میں تیسرا تجلیات علیؑ

نبی نے بد سر مبدر کما کہ اے غنیمہ
امام اول و مولا نے کائنات علیؑ

انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لابنی بعدی
لے علی تم کو میری طرف سے وہی مقام حاصل ہے جو موسیٰ کی طرف سے ہارون کو حاصل تھا ایکن میر بعد کوئی بھی نہ ہوگا

مشقیت

بحضور مولائے کائنات

حضرت علیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

نبی سے پوچھے کوئی شان و احترام علیٰ
خدا کے نام سے ملتا ہوا ہے نام علیٰ

یہ حلم تھا کہ گوارا نہ کر سکے آق
کہ خون ہوں مجھ کا انتقام علیٰ

نیابتِ نبوی کا ہے مرتبہ حاصل
بلند پایہ دو عالم یں ہے مقام علیٰ

گرا دیا ہے نظر ہے فلک کی رفت کو
جو دیختے ہیں ملائک عروجِ جام علیٰ

یہ وقت نزعِ مری کیفیت رہے عنبر
نبی کا ذکر ہو دل میں زبان پہ نام علیٰ

ہوا ہے روئے علیؑ بے تھاب کیا کہنا
طلوع شب میں ہوا آفتاب کیا کہنا

علیؑ کا نور سمجھی نورِ نبیؐ سے پیدا ہے
وہ آفتاب تو یہ ماہستاب کیا کہنا

یہ جان ساقیؑ کو شرپ کیوں نہ ہو قرباں
اُذل میں جس نے پلامی شراب کیا کہنا

یہ بیٹھے بیٹھے کیا خوب زلف کا سودا
ترابھی لے دل خانہ خراب کیا کہنا

ہوں یہ نیازِ دو عالم خدا گواہ عنبر
حضورؐ کا کرم بے حساب کیا کہنا

یَا عَلِیٌّ

من بھر سہردم علی علی
شیر خدا کے مہادی

نورِ خدا ہے نورِ محمد
نورِ محمد نورِ علی

بنتے ہیں مولا کے دوارے
غوث، قطب، ابدال، ولی
دردِ علی سے کھل جاتے ہیں
رازِ خنی و رازِ جلی

من بھر سہردم علی علی
مشکل میں کام آنے والے
ڈوبتی نیا ترانے والے

لب پہ علیؑ کا نام جب آیا

میرے سر سے بلا ٹلی

من بھروس ہر دم علیؑ علیؑ

دل اور آنکھیں روشن کر لے

جلوؤں سے ہر شے کو بھر لے

پنجتن پاک سے الفت کر لے

کھل جائے گی دل کی کلی

من بھروس ہر دم علیؑ علیؑ

سب کے دارث سب کے داتا

سب کے مولا سب کے آف

تم را سی عنبر علیؑ

من بھروس ہر دم علیؑ علیؑ

اما ترضي ان تكوني سيدۃ النساء اهل الجنة
کیا تم اس سے خوش نہیں ؟ کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو

نذر ائمہ عقیلیت

”بحضور افضل النساء الولین والآخرين فاطمة صلاة الله علیها“

السلام لے سیدہ خاتون جنت السلام درحقیقت واقف راز رسالت السلام

زوجہ شیر خدا باب العلوم مصطفیٰ گوہر زان شرف نور ولایت السلام

السلام و السلام ام الحسن ام الحسین فخر دین مصطفیٰ فخر شہادت السلام

سیدہ خاتون جنت فاطمہ خیر النساء مرحبا لے نیر ریح ولایت السلام

السلام لے نور پاک مصطفیٰ خیر البشر بنت ختم المرسلین ختم نبوت السلام

شد منور کائنات از نور پاک الہیت بو ذرا هر ہر زماں نوار حیرت السلام

بندہ عنبر کیتھ ورد وار دنیع و شام
بر تقایت بر رخت بر حسن بیت السلام

”ملدان - بموقع سیدہ پاک صلاة الله علیہ“

اما الحسن فله هیبتی و سر دسری
حسن کو میری بیبیت اور سرداری بخشی کئی

مشہد

بحضور امیم المؤمنین سیدنا امام حسن علیہ السلام

کس قدر افضل و اعلیٰ ہیں حسن ابن علیؑ
یعنی توحید سرا پا ہیں حسن ابن علیؑ

جان احمد دل زہرؑ و قارہ جیدؑ
اب خدا جانے کہ کیا کیا ہیں حسن ابن علیؑ

نکر فردانہ عنہم حال نہ ماضی کا خیال
مرے آقام رے مولانا ہیں حسن ابن علیؑ

ہشیہ شہداء لولا کص ہوئی آپ کی ذات
بند انور کا پستہ لہ ہیں حسن ابن علیؑ

جو کو حاصل ہے غلامی کا سبف اے عنبر
میرے دارث مرے داتا ہیں حسن ابن علیؑ

”کراچی یوم امام حسن علیہ السلام

فالق درنا ہاں“

امان حسین فله جدائی و حبودی
حسین کو میری شجاعت اور میری فیاضی بخشی گئی

مشتقتہت

"بحضور سیدنا و مولانا حسین علیہ السلام"

نورِ خیسہ الوری امام حسینؑ
شہہرِ ہر دو سد امام حسینؑ

یادگارِ خلیلؑ و اسماعیلؑ
فخرِ گل ادیسہ امام حسینؑ

رازدارِ رموزِ کرن فیکوں
نورِ عرشِ علی امام حسینؑ

پے بُنْسِیا د لالہ سرداد
مرحبا مرحبہ امام حسینؑ

روضۃ پاک سجدہ گاہِ ملک
جان پاکست یا امام حسینؑ

از پے عاصیان سر محشی
ناخدا با خدا امام حسینؑ

دین وایمان من ہمیں عنبر
ور و صبح و مسا امام حسینؑ

راول پندتی برائے رسالہ "پیاءی"

حسین منی ، دانا من حسین ، احباب ایلہ من احباب حسینا
حسین میرے ہیں اور میں حسین کا ہوں جو شخص حسین سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکے پایار فرمائے گا۔

جب کوئی تیرستم سینے پہ کھاتے ہیں حسین
دیکھ کر پیغمبر نبی کو مسکراتے ہیں حسین

مستقل کرنے کو موروثی خداوند علم کا
حضرتِ عابدؑ کو سینے سے لگاتے ہیں حسین

صبر کی تلفیں فرماتے ہیں الہیت کو
لغشہ حضرتِ علی اصغر جو لاتے ہیں حسین

نخلِ توحید و رسالت کر بلکے دشت میں
اللہ الدخون سے اپنے لگاتے ہیں حسین

قبر سے اٹھا تو آئی یہ نداروز نشور
چل تجھے عنبر سر محشر مbla تے ہیں حسین

”آحمدیر شریف“

اللّٰهُمَّ انِّي اسْبَّبْتُهُ فَاغْبِهْ وَاجْبْ مِنْ يَحْبِبْ
يَا اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُجْتَبَةَ رَحْمَتِكَ الْعَظِيمَ تَوْبَهْيَ اسْمَاءَ مُجْتَبَةَ رَحْمَتِكَ الْعَظِيمَ

سَلَامٌ عَلَى مَقَامِ حُسَيْنٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

شہیدِ کرب و بُلا پہ ہر دم درود لاکھوں سلام لاکھوں
حسین سبیطِ رسولِ اعظم وہ افضل و اکرم و مُسکرم
ہے جس کی ضو سے ضیائے عالم وہ نور اور نورِ بھی مجسم

شہیدِ کرب و بُلا پہ ہر دم درود لاکھوں سلام لاکھوں
وہ ابنِ حیث در شہرِ زمانہ ہے رحمتوں کا یہے خزانہ
یہ آسمان جس کا آستانہ امیرِ دیں مرشدِ زمانہ

شہیدِ کرب و بُلا پہ ہر دم درود لاکھوں سلام لاکھوں
وہ خاتم اسوہ شہادت جنابِ زہرا کے گھر کی زینت
ہے سر بسجده جہاں پہ رحمت ہے شرح قرآن جس کی صورت

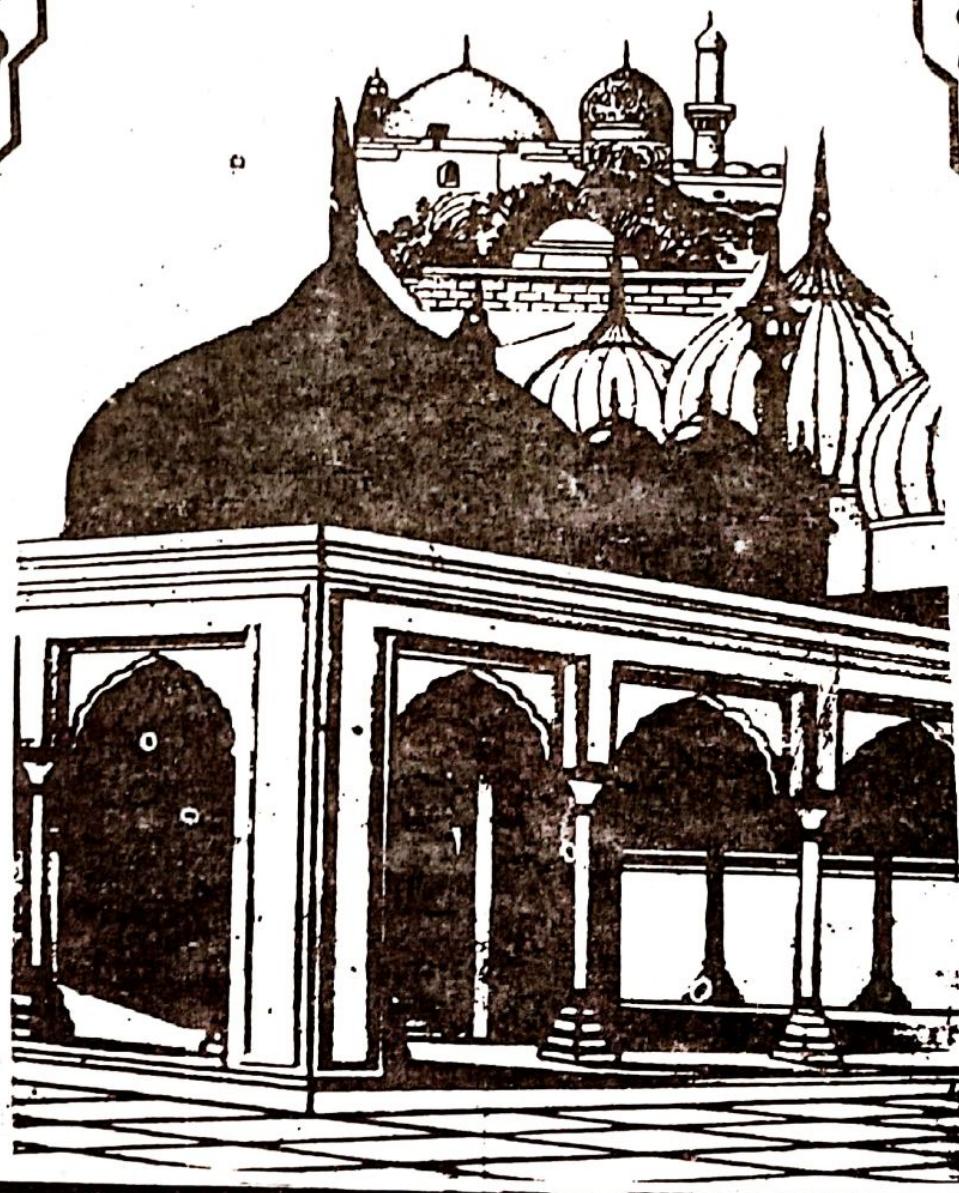
شہیدِ کرب و بُلا پہ ہر دم درود لاکھوں سلام لاکھوں
وہ ذاتِ اپنی ذاتِ اطہر ہیں ایک شہیدِ ایک شہیدِ
ازل سے عاشق ہے ان پہ عنبر نبیؐ کے جانی علیؐ کے ولیر

شہیدِ کرب و بُلا پہ ہر دم درود لاکھوں سلام لاکھوں

سال ۱۹۵۷ء "احمدیہ تشریف"

بَابِ عَقِيدَت

گنج بخش فیض عالم مَنْظَرِهِ لُزُر خُدَا
ناقصان را پیر کامل کاملاً را رهنا



بارگاه مخدوم
سیدنا حضرت
علی ہجویری داتاں گنج بخش

سوئے ما بنگ علی ہجویر داتاں گنج بخش
از طفیل خواجہ اجمید داتاں گنج بخش
بندہ مسکین عنبر گوہر مقصود یافت
بارگاہ نست دار الخیر داتاں گنج بخش

مشقیت

بحضور سیدنا عوْثُ الاعظم رض

ترازیبِ جہاں داری ترازیبِ جہاں بانی
شہنشاہ گدا پرور محبی الدین حبیلہ لانی

نشان پائے تو سجدہ گہہ اہل حقیقت را
قدِ زیبائے تو سرتاپا انوارِ یزدانی

توئی جلوہ فلکن ہر سو بہر نگ بہ صورت
امام و سید و سلطان و خیر نورع انسانی

گہہ آدم گہہ علیی گہہ شکلِ محمد شہ
توئی بر عرش تادر بود گہہ بر فرش سلطانی

گدائے عنبر مسکین گدائے وارث عالم
نگاہِ رحم کن برحال من اے مرتضی شانی

مشقیت

بحضور سیدنا عوْثُ الاعظَم

تو مظہرِ حُسنِ مطلق ہے یہ شکلِ نرمی نورانی ہے
تو جانِ علیٰ روحِ زہراً عبد القادر جیلانی ہے

تو عوْثِ زمانہ قطبِ جہاں تو پیر طریقت پرمغافن
ایمان ہے اپنا ذاتِ تحری فخرِ نوْعِ انسانی ہے

قریان ہیں تجھ پر سوس و قمر شیدا ہیں تجھی پر حن و لیث
بے مثل ہے ہر اندازِ ترا ہر ایک ادا الاشائی ہے

کب تک ہیں سہوں صدمے پیہماب اٹھ نہیں سکتا بارِ ایام
للہ کرم للہ کرم تو محبوب بیزداں ہے

طفاقِ حادث سے عنبر بیتا ہے شاہِ حن و لیث
با حضرتِ عوْثِ دہائی ہے فریادِ شہہ صمدانی ہے

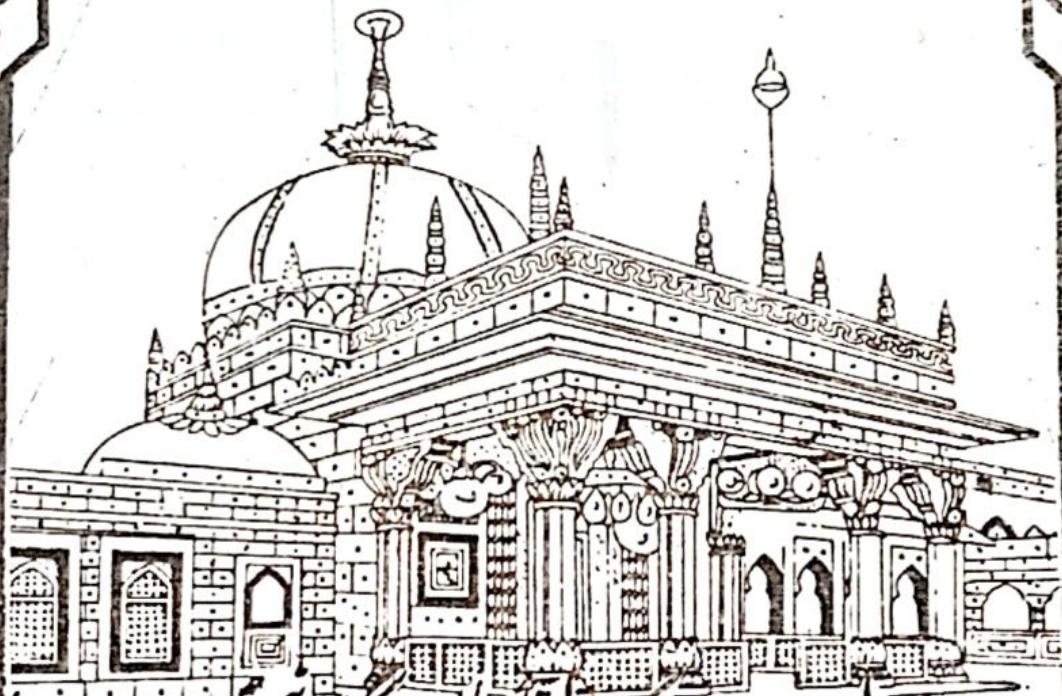
۱۱۔ شوال ۱۴۳۶ھ

بسمی برائے ماہنامہ "بارگاہ"

اہن ہشت

بَابُ حِشْتٍ

هذا حجیب اللہ حاتما فی حِشْتِ اللہ



جوں ہے ہر آنحضرت طلب کار بی ہے
جو آنکھ ہے وہ تشنہ دیدار بی گے
چل خواجہ کے دربار میں عنبر بسر و پشم
امیر کا دربار بھی دربار بی گے

”بحضور خواجہ خاگان حضرت عثمان ہاروئی رحمۃ اللہ علیہ“

بہر صورت عیان ہیں خواجہ عثمان ہاروئی
بہر عنوان نہان ہیں خواجہ عثمان ہاروئی

امام دین سلطان طریقت رہبر اعظم
امیر چشتیان ہیں خواجہ عثمان ہاروئی

مری تفہیم سے بالاتھا ریشان ہے واللہ
شہہ کل عارفان ہیں خواجہ عثمان ہاروئی

بھضور سرکار خواجہ خواجہ عثمان اردنی

یہی تکمیل الفتے ہے یہی تفسیر عثمانی
ازل سے لوح دل پر قش ہے تصویر عثمانی
تصویر خواجہ عثمان بارون کیا ہے نے
ہر اک شے میں نظر آنے لگی تصویر عثمانی

مرے خواجہ کا یہ والد اک ادنی کشمکش ہے
ہزاروں کوں سے بھی کہیجئے لی تصویر عثمانی
لب مجید نما عرفان کے دریا یہا تے ہیں
کلام اللہ کی تفسیر ہے تقریر عثمانی

مرا ذمہ نہ گر جائیں اگر سجد میں سب لیکن
نکاہوں سے مری دیکھئے کوئی تصویر عثمانی
فروع جلوہ نورِ حقیقت چہرہ اقدس
نہ کیوں ہو ذرہ ذرہ سے عیاں شہیر عثمانی

کسی کھن انکھوں میں سما سکتا نہیں عنبر
ازل سے لوح دل پر قش ہے تصویر عثمانی

"عثمانی مشاعرہ" اجیر شریف

مشقیت

ہر اک دل میں نہان ہے الگ عثمان ہاروئی
گلوں میں جلوہ گر ہے نجہت عثمان ہاروئی

حریم قدس بھی ہے خلوت عثمان ہاروئی
ہے باہم عرشِ اعلیٰ خلوت عثمان ہاروئی

تمنا ہے بروزِ حشر جب میں قبر سے اٹھوں
زبان پر ہو مری یا حضرت عثمان ہاروئی

گدا ہو، صاحبِ زر ہو، مسلماں ہو کہ کافر ہو
بہر حالت ہے سب پر شفقت عثمان ہاروئی

نڈا کا شکر عنبر واری، چشتی، نظای ہوں
بہر عنوال ہے حاصلِ نسبت عثمان ہاروئی

جو ابر کا ہے مخزن بابِ خواجہ
غریبوں کا ہے مامن بابِ خواجہ
کلیم اللہ بھی ہے محو حیت در
بنائے طور امین بابِ خواجہ
مرتیٰستی مُنور ہو گئی ہے
نگاہوں میں روشن بابِ خواجہ
بحمد اللہ ہوں رشکِ سکت در
بنائے میرا مسکن بابِ خواجہ
خدا شاہد ہے عنبر بعدِ مرد ان
بنے گا میرا مدن بابِ خواجہ

ہے نور سے منور خواجہ کا آستانہ
شاہوں کے در سے چڑکر خواجہ کا آستانہ

سارا جہاں ہدایت اس در سے پا رہے ہے
سارے جہاں کا رسہر خواجہ کا آستانہ

جن و ملک یہاں پر سر کو جھکا رہے ہیں
گویا ہے با بیدا ذرا خواجہ کا آستانہ

کہدو یہ آنکھ والوں کا فیصلہ ہے عنبر
اک طور کا ہے منظہ خواجہ کا آستانہ

ہے شان و مرتبے میں کچھ آسمان سے بالا
میری نظر میں عنبر خواجہ کا آستانہ

مشقیت

بکھور خواجہ خوا جگان سر کار خوا جہ غریب نوازِ امیریہ

تمہارا روضہ ہے بیتِ الحرم غریب نواز
اور آستانہ ہے بارگاہِ ارم غریب نواز

تمہی سے عرض ہے کچھ کرم غریب نواز
کر تم ہونا میں شاہِ اُنم غریب نواز

شکستہ حال و شکستہ دل و شکستہ امید
تمہارا ہو کے اٹھاؤں یغم غریب نواز

غریبِ جان کے وہ غم دینے فلکنے مجھے
کوکھٹ چلا ہے مصیبت میریم غریب نواز

اسی امید پر عنبر طڑا ہے چوکھٹ پر
کچھ تو ہو گی لگاہِ کرم غریب نواز

امیر شریف

مشقیت

بمحض خواجہ، خواجہ گاں سلطان الہمند و پاکستان
حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین پشتی سبزی

معین الدین حسن عالم پناہے
بوئے ما عزیبیاں یک نگاہے

برائے اہل دل اہل محبت
نشان پاؤ خواجہ سجدہ گاہے

بحقِ خواجہ عثمان ہاروں؟
نگاہے خسرو خوان نگاہے

امیرِ معرفت جان شریعت
حقیقت آشنا عین لائیسے

غریب و ناتوان بے چارہ عنبر
کند در ہجر تو ہر لمحہ آہے

پاکپتن شریف ۱۹۵۳ء

مشقیت

بحقنور خواجہ معین الدین حسین پشتی سنبھری

اے فروغِ خاندان پختن
حضرت خواجہ معین الدین حسین

سید و سلطان و مخدوم زماں
آئینہ دارِ جمالِ ذوالمسن

جانِ احمد روحِ زیراً و علیٰ
سیرتِ شبیر و ہم شکلِ حسین

تاجدارِ اولیاء بندہ لواز
وارثِ دُنیا و دیں شاہِ زمان

رحم کن بر حمالِ غنبر حرم کن
قبلہ من خواجہ من پرسید من

مشقیت

بِحَضُورِ خَواجَهِ خَواجَگَانِ سَرْكَارِ غَرِيبِ لَوَازِ الْجَمِيرِی

وَلَیوْنَ کے پیرِ خواجہ روشنِ ضمیمِ خواجہ
میرے معینِ خواجہ میرے نقیمِ خواجہ

آئینہ دارِ نورِ رتب قدرِ خواجہ
شاہنشہ و لایت گل کے اسے پیرِ خواجہ

بُھر علیٰ وز بُرنا کیجے کرم خُدارا
نورِ نگاہِ عثمان یا درستگیمِ خواجہ

جز آپ کے جہاں میں میرا نہیں سہارا
میرے معین و ناصر میرے نقیمِ خواجہ

ایمانِ دین و دنیا سب آپ ہی نے بخشنا
احسان آپ کے ہیں ہم پرکشیمِ خواجہ

غوث زمانہ تم ہو قطبِ یگانہ ثم ہو
واللہ جلیب حق ہو پیرانِ پیغمبر خواجہ

اس عنبر حمزی کی اب لاج ہے تمہیں کو
محماج ہیں تھمارے شاہ و فقیر خواجہ

فخرِ کون و مکانِ کرم کیجئے
خواجہٗ خواجگانِ کرم کیجئے

نورِ حق نورِ مُصطفیٰ علیٰ
واقفِ کن فکانِ کرم کیجئے

آپ میں فاطمہؓ کے لخت جگر
جانِ جانِ جہاںِ کرم کیجئے

از طفیلِ حسنٌ بحقِ حسینٌ رضی
اے شہہٗ خسروانِ کرم کیجئے

در په حاضر ہے آپ کا عنیر
شہہٗ کون و مکانِ کرم کیجئے

مشقیت

بحضور خواجہ خواجگان ملا جبے عزیب نواز امیسہ ری

شاہِ کل اولیاً معین الدین
 پیر پیدا نامیں الدین
 وارث ارثِ مُصطفیٰ علیٰ
 لے جبیب خدا معین الدین
 حق نا حق شناس و دل پرور
 بالیقیں با خدا معین الدین
 مظہر نورِ ذاتِ کمیزی لی
 صنوپکن جلوہِ هامیں الدین
 اے پیراعن حمد کیم پختنی
 راحتِ فاطمہ معین الدین
 دستیگیر و معیں غریب نواز
 بحرِ جود و سما معین الدین
 نورِ چشم ان شبر و شبیہ
 جانِ غوث الورا معین الدین
 وارث مانگیر و مشکل
 توئی مشکل کشا معین الدین
 بہر عثمان نگاہ لطف و کرم
 سوئے عنبر شہا معین الدین

”سرابی ۱۹۶۶ء“

خُن جاناں عجیبے روئے درخشاں عجیبے
زخمی دل عجیبے نسوختہ ساماں عجیبے

رحم کن بر من مسکین بطفیل نواجہ
دار شہ ما عجیبے خسرو خوبال عجیبے

پرنشان قدامت سجدہ گہہ دل بندرا
قبلہ دیں عجیبے کعبہ ایکاں عجیبے

زلف و رخ خال فخر طو عاضن زیبا خوشنتر
پیکر حسن ازال صنعت یزدال عجیبے

ورد ایں است شب و روز گدائے غیر
پیکر پیکر اں عجیبے ہادی دواراں عجیبے

"کتابچہ ۱۹۶۲"

یادِ اجیر دار الخیر

آہ اے اجیر اے ہم پائیہ ارضِ حجاز
ذرے ذرے میں نہان تیری خفیقت کا راز

رشکِ فردوس بریں ہے ذرہ ذرہ بایقین
چشمہ عرفان ہے تو جلوہ گاوے بے نیاز

شجھ میں پوشیدہ ہے برسوں سے درشاہنجفت
لے کر تو آرام گاہِ خواجہ بندہ نواز

ہیں شجھی پر سرمد و شلی کی رو میں سجدہ ریز
شجھ پہاڑی عشق کرتے ہیں ادا آکر نماز

شجھ کوشاہانِ جہان کرتے رہے مجھ کر سلام
شجھ پہ رکھا غزنوی نے بھی قدمِ مثلی آیا ز

سر زمینِ ہند میں وہ پاک تیری خاک ہے
رشکِ فردوس بریں زینتِ دُل افلک ہے

”غدراست ۱۹۴۰ء، دیوبندی شریف، ۱۴ رمضان البارک ۱۳۶۸ھ“

تیری عظمت ہتھ میں ہے مثل ارض کر بلا
تیرے ہر ذرے میں ہے ان اناللہ کی صدا

خونِ مسلم کی وہ تجوہ پر ہائے ارزانی ہوئی
تجوہ پر اسماعیلؑ کی تقیلید قربانی ہوئی

سینکڑوں معصوم تجوہ پر بے گناہ مارے گئے
جس میں میرے بھی عزیز و اعزیز شامل ہے

ایک عنبر سبی اسی میں خانمان برپا دے ہے
یامعین الدین حسن فریاد ہے فریاد ہے

رحم کے قابل ہے یا خواجہ میرا حال زبوں
جز تمہارے داستانِ رنج و غم کس سے کہوں

گوش کن ایں التجائے عنبر بے چارا را
پائے بندر بندر گن کن یست راء آوارہ را

مشقیت

"حضور قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاک ادشی"

امامِ اہلِ محبت حضور قطب الدین
وقار وحدت وکثرت حضور قطب الدین

فرشتے آتے ہیں بہر سلام روضے پر
کمال فخر و لایت حضور قطب الدین

بہارِ گلشنِ توحید آپ ہیں لاریب
امیدِ اہل شریعت حضور قطب الدین

جهان میں پیکرِ صبر و رضا ہے آپ کی ذات
پرائغِ نورِ حقیقت حضور قطب الدین

جمالِ حق سے مُنور مرابھی دل ہو جائے
شہیدِ نیغِ محبت حضور قطب الدین

ہیں آپ قطبِ جہان جائیں خواجہ معین
فریدِ فردِ طریقت حضور قطب الدین

درِ حضور پر حاضر ہے آپ کا عنبر
ادھر بھی خشمِ عنایت حضور قطب الدین

۱۰۔ اگست ۱۹۷۸ء برائے پندہ روزہ "الوارث" اکریپ

سلام

بحضور قطب الاقطاب سرکار میدنا خواجہ قطب الدین بختیار کاک اوٹی

السلام اے چاندیں خواجہ ہندوستان
السلام اے قطب دیں قطب زمیں قطب ماں

السلام اے نیر بُرْح سیادت السلام
السلام اے مصادر بزم ولایت السلام

السلام اے پیشوائے خواجہ گنج شکر
رہبر راہ طریقت ہادی جن و پیشہ
السلام اے مظہر نور اہمی السلام
اب بھی ہے دُنیا میں تیری بادشاہی السلام

السلام اے قطب عالم پنچتن کے نور عین
السلام اے قطب دیں جان حسن روح حسین
پیشوائے حضرت مخدوم صابر السلام
ہادی شیخ کاظم اللہ طاہر السلام

از پئے خواجہ معین الدین حسن بنده لواز
اپنے عنبر پر کرم کی اک نگاہ نیم باز

الا ان اولیاء الله لاخوف عليهم ولا هم يحزنون هـ الذين امنوا د كانوا يتقون هـ

پدرِ عِزیز تـ؟

بحضور زید الانبیاء شہباز طیقیت حضرت بابا فردی الدین گنج شکر

منظہر انوار حق ہو صورتِ انسان ہو
خُسْن کے خالق ہو تم اور عشق کے سلطان ہو
یا فردی الحقیقت والملائت شہبہر گنج شکر
پیر پیران طریقت ساقی عرفان ہو
آپ کی بندہ نوازی خلق میں مشہور ہے
مجھ پہ بھی حشیر کرم اے شیخ عالیشان ہو
سیہرت سر کار دو عالم کا پیکر آپ ہیں
آپ کے قدموں پر کیون ہر بشر قربان ہو
اس طرح رشیش منور پر رُخ پر نور ہے
حل پر رکھا ہوا جس طرح سے قرآن ہو
آپ کی الْفَتْ متابعِ کل ہے عنبر کل
آپ میرا دین ہو اور آپ بی ایمان ہو

مشقیت

بِحَصْنُورِ سَرِّكَارِ سُلْطَانِ المشَاخِخِ خَواجَهِ سَيِّدِ نَاظِمِ الدِّينِ اولیاءِ مُحْبُوبِ الْهُبْرِیِّ حَمَدُ اللَّهُ عَلَيْهِ

امیر کشور دیں سرگرد و اہل عرفانے
نظام الدین سلطان المشاخخ نوریزدانے

تبی صیرت علی صورت و قار عظمت ز هر آن
عیوب خالق اکبر بہار ہرگستانے
بسمتِ کوئے محبوب الہی سیدہ می رازم
کہ مقصودِ من مسکین تھے سلطانِ خوبانے
طبعی در دنداں خراماتِ محبت شد
بحمد اللہ نظامِ من ضیا بخش دل وجانے
بنامِ عشقِ محبوب الہی بے خود و مستم
نہ دارم شوقِ رندی نے خیالِ پاکِ امانے
براۓ دیدنِ توجانِ عالمِ من پریشانم
دل و جانم فدایت بر بخت پر زلف پیچانے
بے حال بندہ مسکین نگاہِ خسروان کن
توئی رشکِ مہہ کعنان توئی خیر سلیمانے
غمِ دُنیا نہ دارم فکرِ عقبی اے ناص
منتش بر دلِ عنبر رُخِ محبوب سُجوانے

مُتَّقِيَّةٌ
بِحَضْرَةِ مُحَمَّدٍ سُرْكَارِ عَلَاءِ الدِّينِ عَلَى اَحْمَدْ صَابِرِ كَلْيَيْرِي

قَبْلَ دُعَائِشَقَانِ عَلَاءِ الدِّينِ
كَبْرَى عَارِفَانِ عَلَاءِ الدِّينِ

مُنْظَهُ لُؤْرِ ذَاتِ رُوزِ أَزَلِ
مُرْصَدُ كُنْ فَكَانِ عَلَاءِ الدِّينِ

وَارِثُ اِرَثِ مَتَصَفَّةِ عَلَى
بَايِقِيَّسِ بَيْهُ كَانِ عَلَاءِ الدِّينِ

ذَاتِ مُخْدُومِ اِشْرَفِ عَلَى
مُشَهِّدِ لَا مَكَانِ عَلَاءِ الدِّينِ

رَبِّرَا هَلِ مَعْرِفَةٌ لِرَبِّيْبِ
مُرْشِدٍ بَيْهُ كَانِ عَلَاءِ الدِّينِ

سُوئِ عَنْبَرِ زَكَاهُ لَطْفٍ وَكَرْمٍ
غَرِّ خَسِيرَانِ عَلَاءِ الدِّينِ

برائے اشاعت الوارث کراچی ۲۰ ستمبر ۱۹۶۳ء

مشہد

بحضور حضرت سرکار سیدنا مخدوم علامہ الدین علی احمد صابر کلائیڈی
علامہ الدین ماعالی مقامے
نگاہِ لطفِ کن براہ غلامے

معین و دستگیر ناصر
ببر منزل بہر مشکل مقامے

علی احمد کہ نامت اسم عظم
دیا پاک تو دارِ اللہ مامے

سرپا مظہر نورِ الہی
فرد وغ جلوہ ماءِ تمامے

امام و سید و مخدوم صابر
کر مشہور جہاں شد فیض عامے

توئی عاشق توئی معشوق ربی
فنا قی اللہ بقا باللہ مقامے

ہمیں نازمِ کمیتہ بندہ عنبر
کہ دارو روتامت صبح و شامے

مشقیت

بحضور سید ناصر کار عبد الرزاق یا نویش

اللہ اللہ رے یہ شان عطا گئے رزاق
ذرے ذرے میں نظر آئی نقائے رزاق

مُجَدِّد پہ بھی حشم کرم روح علیٰ جان حسین
میں بھی کہلاتا ہوں سرکار گدائے رزاق

ابنی آنکھوں سے لگاؤں میں ملوں سینے پر
خود کو مل جائے جو غاکِ کف پائے رزاق

آپ کی ذات سے روشن ہیں دو عالم آقا
مہہ و خورشید ہیں ہر آن فدائے رزاق

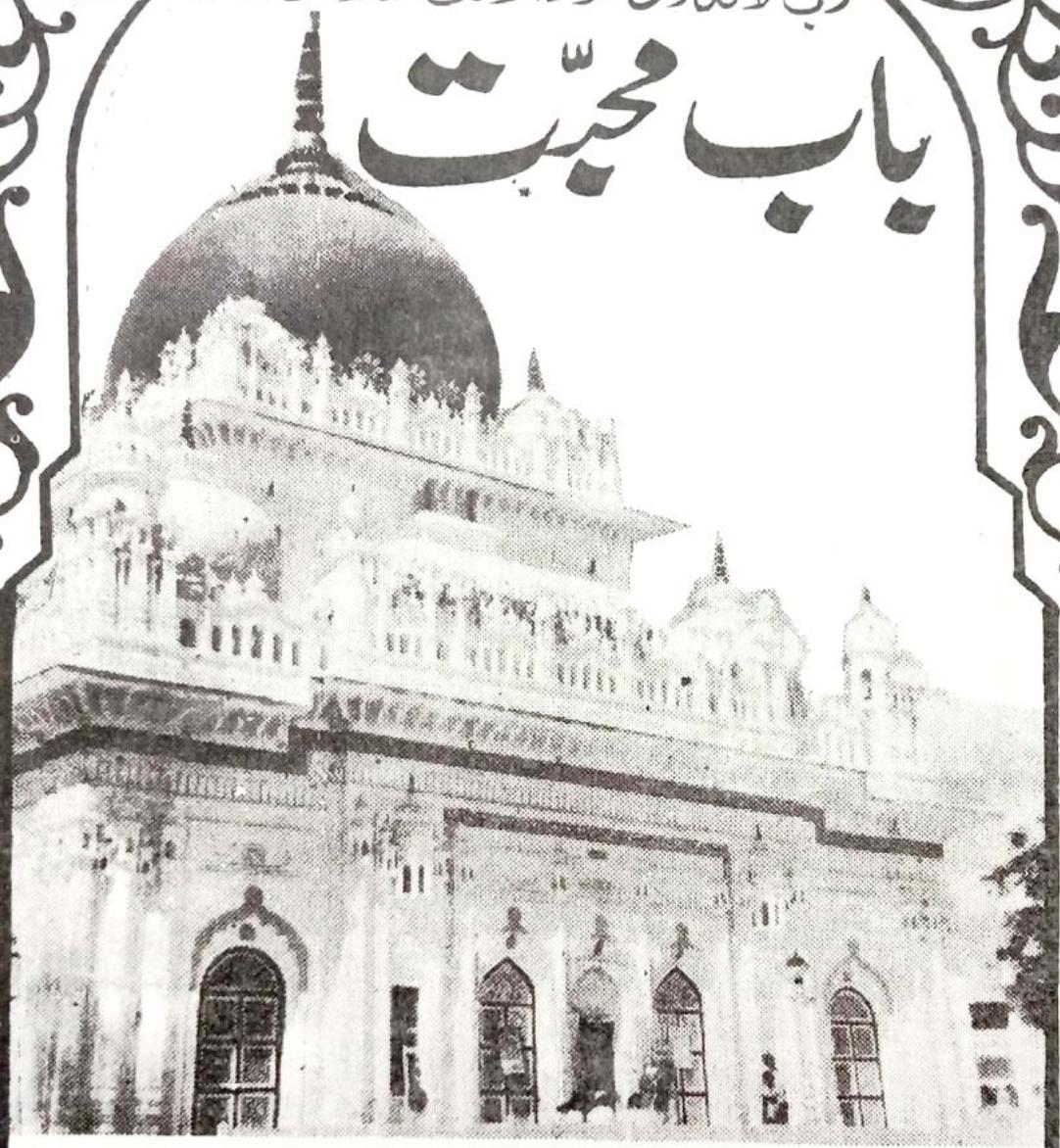
آنکھیں روشن ہوئیں دل اپنا منور عنبر
بے نقاب آج جو مجھ کو نظر آئے رزاق

شوال ۱۴۲۷ ہجری ۱۹۰۸ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبُّ الْاَتْدَنِ فَرَدًا وَانَّهُ خَيْرُ الْوَارثَيْنَ

بابِ محبت



مولائے منت شیخ جہاں سلطان نست
در صورتِ مقصود عیان یزدالنست
پر بندرگی وارث عالم نازم !
غیرہ بھیں دیں است وہیں ایمانست

عُرس ہے شاہنشہ ہر دوسرے کا عُرس ہے
جان جانِ مُصطفیٰ و مرتضیٰ کا عُرس ہے

میکشوآ و مسے توحیدِ جی سمجھ کر پیو
وارثِ عالم امام الاولیاء کا عُرس ہے

جلوہ ہائے ذات سے روشن کے ساری کائنات
حق نما کا عُرس ہے حق آشنا کا عُرس ہے

بن گیا ہے زنگ فردوس پریں دلوہ شرفت
وارثِ مولا جمالِ کبیر یا کا عُرس ہے

دستِ لبستہ ہیں سلامی کو کھٹے چون لبستر
نورِ پشمِ سیدہ خیر النساء کا عُرس ہے

کیف وستی کی ہوائیں چل ری یہیں ہر طرفہ
رہبرِ دنیا و دیں مشکل کشا کا عُرس ہے

آؤ عنبرِ آستانے پر پڑھیں چل کر سلام
اپنے آقا اپنے مولا پیشووا کا عُرس ہے

اہم ستر

سرکار عالم پناہ وارث پاک آعلیٰ مقام نے

حضور دارست^ن عالی وقار کا سہرا فروع جبلوہ پروردگار کا سہرا

امیر حسن و بشر بادشاہ بھروسہر یہ دو جہان کے ہے تاجدار کا سہرا

جمال حسن بنی و بلال مولا علیٰ حضور فاطمہؓ کے گلزار کا سہرا

شہرہ زمین و زمن وارث حسین و حسن ہے حق نما و حقیقت نگار کا سہرا

عیان ہے پھرہ اقدس سے دعوہ و کثرت یہی ہے عرش کے آئندہ دار کا سہرا

کریم ابن کریم و سخنی و ابن سخنی جہان عشق کے ہے تاجدار کا سہرا

دُر حضور پر حاضر ہے بندہ غنبر
قبول کیجیے اس خاکسار کا سہرا

چادر شریف

دارست دو جہاں کی چادر ہے
شہر کون و مکان کی چادر ہے

نورِ چشم ان حیدر روزِ هدا
شہر و خیر و ان کی چادر ہے

سرپسہ رکھو لگاؤ آنکھوں سے
خواجہ خواجگان کی چادر ہے

آج مقصودِ دل ہوا حاصل
سرپسہ عرشِ آستان کی پساد ہے

کیون نہ عنبر ہو بارشِ ازار
رہیسِ عارفان کی چادر ہے

سلام

بحضور قبیلہ کوئی امیر المؤمنین نہ کارسید تا اش عالم تو زادی الوم الدین

السلام اے صد لغت قدرت کے گوہر السلام
السلام اے جارہ سجادہ ختم الرسل
السلام اے وقار فاطمہ حانان حیدر السلام
السلام اے خاتم الفقراء امام الاولیاء
السلام اے سید عالی نب والارب
السلام اے کعبہ مقصود فخر پختن
السلام اے عزیز فیاض دو عالم شاہ صفر السلام
السلام اے عنوث عظیم خواجہ گل خواجہ
اے امام عاشقان مخدوم گل مخدوم میان
شاہ دیوی رحم کن بر عالی عنبر السلام

”سلام بحضور وارث پاک“

السلام أے وارث کون و مکان
السلام لے مرشد ہر دو جہاں

السلام أے جانِ خشم المرسلین

السلام أے وارثِ دُنیا و دیں

السلام ابن علی المرتضی
السلام لے تاجدارِ علیٰ آتیٰ

السلام أے جانِ ما جانانِ ما

السلام لے دینِ ما ایمانِ ما

السلام أے نورِ چشم فاطمہ
السلام لے مخزنِ جود و سینا

السلام أے راحت و روح حسن

السلام لے شمعِ بزمِ پختن

السلام لے دلبڑ جانِ حسین
یادگارِ پختن شانِ حسین

وارثِ عالم پناہ عالی مقام
کبھی مقتیوں عنبر کا سلام

سلام بحضور سرکارِ عالم پیاہ حضور سیدنا وارثِ عالی مقام

السلام اے وارثِ عالم نواز
 السلام اے لا مکانی شاہی باز
 السلام اے نورِ ذاتِ حقِ شما
 وارثُ الکوئین وارث پاک باز
 جانشینِ مُصطفیٰ و مُرْتضیٰ
 شاہِ تسکیم و رضا بنہ نواز
 اے گل گلزارِ زہرا و حسن
 سیرتِ شبیرِ خڑک سربستہ راز
 راز دارِ گنٹ کنڑا مخفیاً
 السلام اے معرفت کے بابِ باز
 السلام اے کعبہ مقصودِ ما
 وارثِ الحقِ المبین بنہ نواز
 کیجیئے مقبول غیرِ کا سلام
 حاضر درگاہ ہے مثلِ ایاز

مولائے منت شیخِ جہاں سلطان نست
 در صورتِ مقصودِ عیان یزدِ الشست
 بر بندرگی وارثِ عالم نازم!
 غیرِ ہمیں دیں است وہیں ایمانست

شجرہ و ارشیبے پر تسلیت اولیسیہ پچھتے نپاک
 "الصلوٰۃ والسلام علیک یا نفر الاقویں والآخرین"



اے نور ذاتِ کبر یا انظر لئا ارحم لئا
 یا مصطفیٰ یا مرتضیٰ انظر لئا ارحم لئا

یا سیدہ یا فاطمہ رضیٰ امّ الحسن رضیٰ امّ الحسین رضیٰ
 نورِ نگاہِ مصطفیٰ انظر لئا ارحم لئا

یا مصطفیٰ و یا معیس شاہنشہ دُنیا و دیں
 بسِ امام القیام انظر لئا ارحم لئا

دل سے کدھرت دوڑ ہو دل نور سے معمور ہو
 یا وارثِ رضیٰ مشکل کشا انظر لئا ارحم لئا

مقصود تو معیود تو مسجد تو حسینو در تو
 ایں بندہ غیر ترا انظر لئا ارحم لئا

الشجرة مُقدّس سلسلة عاليه قادریہ زاقیہ وارثیہ ضوان اللہ تعالیٰ اعلیٰ الجمیعین

"ت"

یا رب از یہر نبی و شاه مردان حسن
 حضرت شبییر زین العابدین شاہ فرم
 کاظم و موسیٰ رضا معروف کرخی کے طفیل
 سر مقسطی کی محبت کر عطاۓ ذوالمنون
 شہزادی و شیلی عبدالواحد عالی و قار
 بو الفرح طرطوسی و خواجه علی و بوالحسن
 بو سعید و شہزادی الدین اے غوث جہان
 شہزادہ محمد شاہ احمد حضرت سید علی
 شیخ بو العباس بہاؤ الدین محمد قادری
 شہزادہ فردیس بکر ابراہیم ملتانی کا عشق
 شہزادہ امان اللہ میں حق نہابندہ لواز
 حضرت عبد الصمد زاق جان پختن
 شاہ اسماعیل و شاکر شاہ نجات اللہ ولی
 سیدی خادم علی مجھ پر رہیں سایہ فگن
 وارث دنیا و دیں وارث علی کا عشق وے
 از پرمقصود شاہ وارثی سلطان من
 وارث قالمیناہ مقصود جان فی دل توئی
 اپنے غنبر پر کرم کیجے طفیل پختن

"هو المقصود"

"هو الوارث"

شجرة مباركة سلسلة عاليمه پشتنيه نظاميه و ارشيه

المسلوه والسلام عليك يا فرالاولين والآخرين

سلام رحمت رب العلا سلام عليك محمد بن عزبي مصطفى سلام عليك
 سلام مولا عالي و خفن امام حسین امام دوسرا سلام عليك
 سلام شهيد حسن و واحد و جناب فضيل
 سلام خواجہ کل خواجگان سید الدین سلام عليك
 سلام شيخ الاسلام فيض بخش جمال
 سلام ناصر و قطب و تریف شهید عثمان
 سلام قطب الاقطب شهید فردی الدین
 سلام خواجہ محمود شهید محمد سیدیاک
 سلام فخر جمال قطب دیں جمال الدین
 سلام سید و سلطان شاہ خادم على
 سلام وارث ارشد علی پشتني
 زگا و لطف و کرم اے کریم ابن کریم
 بجمال عنبر مسکبیں گدا سلام عليك

شجرہ مقدسہ اولیٰ سلسلہ عالیہ ششیہ صابریہ رازقیہ

اللهم آتِ مقصودِ اولیٰ صابریہ رازقیہ

اُفت

اے نورِ ذاتِ کبر بایارِ حرم ننا ارجمنا
 آئینہ حقِ نبیٰ یا حضرتِ مولا علیٰ
 زونِ جنابِ فاطمہ ارجمنا ارجمنا
 روحِ روانِ فاطمہ مولا حسنؑ مولا حسینؑ
 شمسِ الضحیٰ بدالدّجی ارجمنا ارجمنا
 یا حضرتِ خواجہ حسنؑ یا عبد واحد شفیلؑ
 شابنثہیہ کل اولیٰ ارجمنا ارجمنا
 سلطان ابراہیمؑ مخواجہ سید الدینؑ شہا
 یعنی ایں الدینِ ما ارجمنا ارجمنا
 شہ فیض بخش تیک خوشاد علی پاک رو
 بہر ابوالحمد اللہ بہر محمدؑ پیشوؑ
 یا ناصر الدین شاہ ما ارجمنا ارجمنا
 از بہر اسحاقؑ ولی بہر ابی احمد کمالؑ
 اے بو محمدؑ با صفاتِ حرم ننا ارجمنا
 یا ناصر دیں قطبؑ دیں مودود م حاجی سرفتؑ
 بہر شہہ عنوتِ الوری ارجمنا ارجمنا
 یا خواجہ عثمانؑ ہروئی خواجہ معین الدینؑ ولی
 اے قطبؑ دیں مسعودؑ ما ارجمنا ارجمنا
 مخدوم کل محمد و میاں صابر علاء الدینؑ ولی
 اے مخزنِ جود و سنا ارجمنا ارجمنا
 اشمسِ دنیا شمسِ دین شاہ جلال الدینؑ ولی
 مخدوم عبد الحقِ ما ارجمنا ارجمنا
 رزاق و امدادیلؑ ما شاہ شاکر اللہ پیشوؑ
 حن بنی حقیقت آشتانا ارجمنا ارجمنا
 شاہ بنجات اللہ ولی یا سیدی خادم علیؑ
 مقصودِ حیتؑ بالتفصیل بندو غیرہیں
 آمد پدرگاہت شہا ارجمنا ارجمنا !

مسقیف

بحضور سیدنا امام الاولیاء سرکار عالم پناہ شہنشاہ تسلیم و صناتا جدار اولیاء غوث عالم
قطب الاعظم حضور پیر نور سیدنا وارث عالم نواز اعلی مقامہ سلطانہ الی یوم الدین !

امام اہل طریقت نگار ایمانے حضور وارث کوئی شرح فرقہ نے
بہار گلشن زہرا و سید السادات ضیا عرشم عما پیغمبر اہل عرفانے
جمال پر تو گن ازل رخ وارث وقار پختن پا کپ مرتضی شانے
طبیب در دل من توی چبیسیوں زوال شیر خدا قصر نور انسانے
در آں زمانہ ظلمت مثال مہر آمد امیر کشور دیباشت خاں اہل غراء نے
بندوق دیدل وجاں فدا کنم عنبر
کہ برقاب رخ پاں زلف پھیلنے

دین ما دنیا نے ما ایمان ما حضرت وارث علی سلطان ما
سورہ ولیل مولف عنبریں مصحف رویت ہیں قرآن ما
رشک فردوس برسی ایوان تو وارث ما خسر و خو ایمان ما
برشان پائے وارث ٹھالیقیں بہر سجدہ کعبہ ایمان ما
حاضر درگاہ تو عنبر حسنیں
رحم گن بر حال من جانان ما

دیوبی شدیفت

۱۔ شوال ۱۳۶۴ھ

بہر صورت بہر عالم بہر عنواں ترا دیدم
 بہر نگ گل دغناچہ رُخ جاناں ترا دیدم
 گھے بر عرش نور افشاں گھے بر قلب ضوافگن
 گھے انساں ترا دیدم گھے یزداں ترا دیدم
 یہ آدم یہ احمد یہ حیدر یہ اللہ
 عیاں دیدم نہاں دیدم نہاں دیدم عیاں دیدم
 بحال کیف و مستی غرق بحر نور حق یا بزم
 بشان وارث ما حیرت حیراں ترا دیدم
 بحسن دوئے تو جاناں منور شد دل عنبر
 بہر گامے بہر جائے بہرام کاں ترا دیدم

شاہِ دیوہ نگر جان شاہِ اعمم وارثِ الاولیاء شاہِ وارث علی[ؐ]
 صدقہ پنجتن ہو نگاہِ کرم وارثِ الاولیاء شاہِ وارث علی[ؐ]
 مظہرِ ذات ہو مظہرِ ذات ہو پنجتن کی نشانی ہو سادات ہو
 آپ کی ذاتِ اقدس سر اپا کرم وارثِ الاولیاء شاہِ وارث علی[ؐ]
 سچ رہی شاہِ وارث کی بارات ہے میں جمع الاولیاء نوری برسات ہے
 سبکے دامن بھریں گے خدا کی قسم وارثِ الاولیاء شاہِ وارث علی[ؐ]
 نام خواجہ عنبر وظیفہ مرا اور سلامت ہے وارثی استاد
 میرے وارث میں وارث نہیں کوئی غم وارثِ الاولیاء شاہِ وارث علی[ؐ]

ہتھیڑت

ترے فیضان بے حد سے کے انکار ہے وارث
کہ ہم جیسے غریبوں کا تو ہی غم خوار ہے وارث

مری کشتی ہے طوفانِ حادث کے تھپیریوں میں
کہ ایسے وقت میں تیری مدد درکار ہے وارث

اُب ہے مانعِ اظہارِ ورنہ صاف کہہ دیتا
کہ دیدارِ محمدؐ آپؐ کا دیدار ہے وارث

حر کم ناز سے باہر کسی دن زحمتِ جلوہ
کہ مدت سے زمانہ طالبِ دیدار ہے وارث

جو لوں ممکن نہیں تو خواب ہی میں عیدِ نظر ہے
کہ غیر بھی تمہارا طالبِ دیدار ہے وارث

مُتَقْبِل

بِحُضُورِ سَيِّدِنَا وَآلِهِ وَرَبِّهِ الْعَزِيزِ

زمیں سے تاعرش دھوم ہے یہ عجیب ہے آن بانِ وارث
 ہر اک لشمر دخوانِ وارث ہر لیک شے نز جمانِ وارث
 ہے ہے مہر و مہ میں انہیں کا جلوہ گلوں میں ہر زگت ہے انہی کا
 نفس نفس میں ہے یادِ وارث ہر اک زبان پر بیانِ وارث
 مکیں حریم خدا کے وارث عجیب خیر الوری کے جانی
 نہ زمین وزمانِ وارث ہے عرشِ اعظمِ مکانِ وارث
 نگاہِ لطف و کرم خدا را امری طرف بھی بحقیقت ز ہر اک
 یہ جان قرباں یہ دل تصدق ازل سے بر آستانِ وارث
 گدائے در عنبرِ حزیں کامِ سلامِ مقیوں بارگاہ ہو
 ہے در پہ حاضر غلامِ داتا ہے دل سے یہ مرح خوانِ وارث

وارث دو جہاں کے صدقے
 شہر کون و مکان کے صدقے
 خاکِ عنبر کو کردیا اک سیر
 خواجہ خواجگان کے صدقے

اُنہی شوخی نے مجھے بذام ورسو اکر دیا
 غیر کے آگے مری الفت کا چر جا کر دیا
 دل بہلنے کے سرو سامان نئے سننے کے زخم تم نے ناق اپنے بیماروں کو اچھا کر دیا
 ضبط نے اب تک چھپایا تھا متناوں کا بھید اُج پشم شوق نے سب راز افشا کر دیا
 مر جبا صد مر جیا اے وارت عالم بیناہ بندہ پرور آپنے قطعے کو دریا کر دیا
 صورتِ گل آ جکل عنبر پر پیش حال ہے
 حُسن والوں کی محبت نے یہ نقشہ کر دیا!

اُج آن سے نظر ملانا ہے جذبہ عشق آزمانا ہے
 اُن کی محفل میں اُج جانا ہے مرکزِ عشق دل بنانا ہے
 اک مرے ساتھ صرف تو ہے مگر اور ترے ساتھ میں نماز ہے
 اُج کل ہرز بان پر پیارے میرا قصہ مرا فسانہ ہے
 بندگی اپنی بندگی ہے اب سرہے وارت کا آتنا نہ ہے
 سازِ هشی پر غم دل کو گلکننا کر اُخیں سنا نا ہے
 وقفِ نظارا ہے زگاہ شوق لکھنا پر کیف یہ زمانہ ہے
 ہر نظر پر ہے حشر ساماںی کس قیامت کا مسکرا نا ہے
 بزمِ ساقی میں آج اے عنبر
 کیف فستی میں ڈوب جانا ہے

اعلیٰ حخت
 فاتی فی اللہ یاقوت باللہ سرکار حافظ پیاری
 شاہ صاحب وارث رحمتہ اللہ علیہ

خدا کا جلوہ ہے پیارا امزا ہے پیاری کا ازل سے اپنا ہے تعرہ مزا ہے پیاری کا
 رسول بھی مرا پیارا امزا ہے پیاری کا
 عطا ہو مجھ کو اتنا رامزا ہے پیاری کا
 حقیقتوں کو تھارا امزا ہے پیاری کا
 سکون دل کا سہارا امزا ہے پیاری کا
 برا کیک شے سے کنارا امزا ہے پیاری کا
 کبھی جو میں نے پگارا امزا ہے پیاری کا
 مجھے تو سب کے گوارا امزا ہے پیاری کا
 کہ میرا بخت سنوارا امزا ہے پیاری کا
 پھر اکیک بارا سی چشم مسٹ حیت سے
 لقصور شہہ وارث ہے بندگی عنبر
 ہے ذکر و فکر ہمارا امزا ہے پیاری کا

نذر ائمہ عقیدت

بحضور امام العاقیل شیخ جایز وارث کون و مکان حضرت سرکار خواجہ مقصود شاہ حب
داری نورالله ضریبہ



قبلہ دین توئی کعبہ ایمان توئی
شاہ مقصود علی ساقی عرفان توئی

حسن پاکت کہ ہمیں حسن و جہاں یوسف
پے عشاق ضیا بخش دل و جہاں توئی

شیخ من قبلہ من خواجہ من وارث من
پیر پیران جہاں مرشد ذیشان توئی

برنشان قدامت سجدہ گھہ اہل نظر
پیکر حسن ازل صورت انسان توئی

نقش بر لوحِ دلم صورت مقصود غیر
درد در نیست شب و روز کے سلطان توئی

"کراچی ماہ نومبر ۱۹۶۴ء"

ثُرِّيْقِدَت

بِحَضْرَوْ اَمَا مَا عَادِين شَشَخُ الْعَارِفَان حَضْرَوْ اَفَاقَيْ مُولَانِيْ مُجَاهِدِ حَمْبَت
حَسَانَ تَسْلِيمِ رَضَا جَاهِين سَرْكَارِ وَارِثِ عَالِمِيْنَاه حَضْرَوْ تَوْاْبِهِ مَقْصُودِ شَاوَارِتِيْ

رونقِ بزمِ محبت ناجدارِ عارفان
حضرتِ مقصودِ علی شاہ پیشوئے عاشقان
هم شیوهِ حضرتِ مولا علی مشکل کشا
سید و سرور امام دین و دنیاے گمان
قافلہ سالارِ اہلِ عشق و تسليم و رضا
ای شہزادِ قلیم عرفان رازدارِ من فکان
ہر نظر پیچانہِ مستی قدمِ محشر بد و ش
لبیشِ اعجازِ عدیٰ در نگہہ کیف و سرور
عظمتِ کونین تیری ہر دایپے ہے نثار
جانِ خوبی خسرو خوبیان بہارِ گلستان
وارثِ عالمِ پناہ کے لاد لے تم پر سلام
مرشدِ پاکان شہزادِ مقصودِ علی پیرِ معان
ایک عنبر ہی نہیں کونین ہیں تم پر نثار
از طفیل و ارت کونین جان پنجتن
اپنے عنبر پر کرم ہو خواجہ کل خواجگان

قطحہ
نذرِ عقیتؒ
الحاج خواجہ فتحیت رشاد حب وارثؒ

امام دین سلطان طریقت
وقار وارث کو نمیں حیتؒ

توئی مقصود گل فردیگانہ
امام بزم رندان محبت

نہاں پشم حسین میں لاکھ جادو
سیک رفتار رفتار قیامت

حسین پاک ہے نور علی نور
قدر زیبا محبت ہی محبت

سلام

بحضور پرست قبلہ حیت شاہ صاحب وارثی حمّت اللہ علیہ

یقین قعده وصالِ پاک

السلام اے شاہ حیت وارثی تا جدارِ معرفتِ حق کے ولی
غائیں الوار وارث خادم در بار وارث خداوندِ السلام
پاک باطن یمک سیرتِ السلام اے شہنشاہِ محبتِ السلام
اے فتنی اللہ آقِ السلام اے بیت باللہ مولاِ السلام
فخرِ فتح ارخان دان وارثی آپ روشن ہے شانِ وارثی
جالشینِ شاہ بیویِ آپ نورِ حق نورِ محبتِ آپ
آئیتِ دارِ جمالِ کبیریا صاحبِ صدق و صفا جود و سُننا
اللہ اللہ آپ کا خلق عظیمِ اسلام اے نورِ حق نورِ حسیم
آپ ہیں مقصودِ عنبرِ بالیقیں شاہ حیت شر وارثی حقِ المبین
گفت تاریخ وصالش آن ولی
السلام اے مظہرِ حسن علی

بابِ کیفیت

وہ مل گئے تو ضبط کی طاقت نہیں رہی
ساحل پر آکے موجِ سلامت نہیں رہی
جلوؤں نے اُس مقام پر پہنچا دیا جہاں
مجھ کو تمیز وحدت و کثرت نہیں رہی

مشقیت

درشان سرای افغان
قبل مُرشدِ خواجہ حضرت سید وحید احمد
(نقوی بخاری حاشیتی رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک ٹنڈو آدم سندھ)

اے مظہر نورِ لمبیزی یا خواجہ وحید احمد پشتی رح
اے مصادرِ حسنِ سخنی یا خواجہ وحید احمد پشتی رح
اے جانِ نبی جانانِ علیؑ اے روحِ رواں حسین و حسنؑ
بے مثل والدزادات تیری یا خواجہ وحید احمد پشتی رح

جو در پر سوالی آتا ہے وہی گوہر قصد پاتا ہے
اے ابنِ سخنی اے آلِ سخنی یا خواجہ وحید احمد پشتی رح
اولادِ امام نقیؑ ہوتم اور فخر قطبؒ د ولی ہوتم
تم فاطمی ہاشمی و مطلوبی یا خواجہ وحید احمد پشتی رح

محبوبِ معین و قطب الدین مطلوب فرید و نظام الدینؑ
بے مثل ہے ذاتِ پاک تیری یا خواجہ وحید احمد پشتی رح
غمبُر پر کرم کی اک نظر ہو جاتے طفیل خواجہ گنجشکر رح
اے وارثِ عالم وارثِ علیؑ یا خواجہ وحید احمد پشتی رح

مختصر

درشان عالیشان قبلہ لار عارفان قطب ولایت
 حضرت خواجہ مخدوم سید وحید احمد نقوی بخاری حضرت رحمۃ اللہ علیہ
 (سجادہ نشین حضرت سید جلال الدین رابع گل سرخ بخاری)

جانشین خواجہ گل خواجگان خواجہ وحیدؒ
 قطب عالم قطب دیں قطب زماں خواجہ وحیدؒ
 جان جان پنجتائی سلطان اہل عارفین
 سید و مخدوم مرشد بے گمان خواجہ وحیدؒ
 اہل ول، اہل نظر، اہل محبت کے لئے
 کعبہ ہے واللہ تیرا آستانا خواجہ وحیدؒ
 اک نظر سے آپ نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا
 آج بھی جاری ہے فیض بیکاراں خواجہ وحیدؒ
 ذرہ ذرہ ٹنڈو آدم کا منور ہو گیا
 آپ کی آمد سے اے شاہ جہاں خواجہ وحیدؒ
 از طفیل پنجتائی مسجد پر بھی ہو چشم کرم
 در پہ حاضر ہے عنبر ناتوان خواجہ وحیدؒ

مُقَاتِمِ إِنْسَانِي

اک جلوہ اسرارِ نہیں ہوں میں رازِ ہمہ گیری ہمہ دانی ہوں میں
 مسجدِ ملائک ہوں ازل سے عنبر وہ حضرتِ آدم کی نشانی ہوں میں
 ازل کی ابتداء میں ہوں ابد کی انتہا میں ہوں
 نسبمچھ خاک کا پُتلا جمالِ کبر یا میں ہوں

 مرا ہونا نہ ہونا ہے نہ ہونا عین ہونا ہے
 وہ آئینہ ہے میرا اور اس کا آئینہ میں ہوں

 نسبمچھ خاک کا پُتلا جمالِ کبر یا میں ہوں
 میں مسجدِ ملائک ہوں، میں مقصودِ حقیقت ہوں

 پرستارِ محبت ہوں، محبت کا خدا میں ہوں

 نسبمچھ خاک کا پُتلا جمالِ کبر یا میں ہوں
 تخلیٰ حرمِ حُسنِ صنمِ زینت گھرِ عالم

 حقیقت میں حقیقت گر حقیقت آشنا میں ہوں

 نسبمچھ خاک کا پُتلا جمالِ کبر یا میں ہوں

 کہنیں چاکِ گریاں اور کہنیں خودِ حُسن پر نازل

 خود اپنا آپ ہوں شیدِ خود اپنا بستلا میں ہوں

 نسبمچھ خاک کا پُتلا جمالِ کبر یا میں ہوں

حرم میں بُنکدوں میں خانقاہوں میں سلجدیں
کہیں جلوہ فشاں میں ہوں کہیں قبلہ ثماں میں ہوں

زبھجھ خاک کا پتلا جمالِ کبریا میں ہوں

زمیں پر ندک پر ستاروں میں، میں ہوں فضاؤں میں ہوں اور بہاؤں میں میں ہوں
حینوں میں ہوں گلغڑوں میں، میں ہوں ننگاوں میں ہوں جلوہ زاروں میں، میں ہوں
سمندر میں ہوں اور کناروں میں میں ہوں پہاڑوں میں ہوں، آبشاروں میں میں ہوں
چمن کے مکیف نظاروں میں، میں ہوں کتابِ مجت کے پاروں میں، میں ہوں
ہر راک دور کی یادگاروں میں، میں ہوں گداویں میں ہوں شہریاروں میں، میں ہوں
حینوں میں ہوں غم کے ماوں میں میں ہوں میں وینا و بادہ خواروں میں، میں ہوں
حیس سے حیں ماہ پاروں میں میں ہوں ہر راک بستی و کوہ ساروں میں میں ہوں
میں زاہد کے ہر حق کے نعروں میں میں ہوں مُغْنی کے سازوں کے تاروں میں میں ہوں
مری رقصتوں کا ٹھکانہ نہیں ہے کہاں پر مرا آشیانہ نہیں ہے

ازل کی ابتداء میں ہوں ابد کی انتہا میں ہوں

زبھجھ خاک کا پتلا جمالِ کبریا میں ہوں

کیا آدم کو پیدا جب خدا نے اپنی قدرت سے مُنوز جنم آدم کو کیا انوارِ وحدت سے
مزین قلب آدم کو کیا عشق و مجت سے سَرَافِرَازِي عطا فرمائی پھر تماجِ خلافت سے
نَفْخَتُ فِيهِ مِنَ الْوَحْيِ كہا فرطِ مجت سے کیا آنکاہ علومِ معرفت علم رسالت سے
فرشتوں سے کہا سجدہ کریں حُسْنِ عقیدت سے لرزُٹھے فرشتے حضرتِ حق کی جلالت سے

ملائکتے آدیتے عرض کی یہ ماجرا کیا ہے
 ہمیں فرمان سجد کا ہے یہ مٹی کا پتلا ہے
 کہا رب نے مرے اسرار کو بھی تم نے سمجھا ہے
 سمجھیں آنہیں سکتا تمہاری ای وہ عقیدہ ہے
 خدائی میں مری یہ سب سے افضل اور اعلیٰ ہے
 یہ اسرار دو موز احادیث کا اک معتمد ہے
 کہ اس کی شکل میں اہم الہی صاف لکھا ہے
 یہ فرمایا خدا نے اس کا پیغمبر تم نے ویکھا ہے
 ہوا ارشاد رب آدم کو پڑھ اسمائے ربانی
 حضورِ دل سے کی آدم نے پہلے حمدِ ربیانی
 ملائک اور فرشتوں پر عجیب لاری تھی جیانی
 کہا آدم نے خاص الخاص ہے یہ فضلِ ربیانی
 مرا ظاہر بھی نورانی مرا باطن بھی نورانی
 ازل کی ابتداء میں ہوں ابد کی انہیا میں ہوں
 نہ سمجھ خاک کا پتلا جسالی کیریا میں ہوں

محمد حامد و محمود و احمد کا ہے راک جلوہ
 خلقتُ اخلاقِ کھلایا کہیں ہے واحد و یکتا
 کہیں عاشقِ کہیں معشوق کی صورت نظر آیا
 بثانِ احسِنِ تقویم اپنا جلوہ دکھلایا
 کہیں پر سے گدا صورت کہیں بادشاہ پایا
 کہیں پر بے نیازی اور کہیں پر اپنا خود شیدا

علیؑ کی شکل میں مشکل کشائی کس نے کی اک
 غَضَّفَ کس کو کہتا ہے زمانہ کون ہے حیدرؒ

دکھائے کر بلا میں کس نے اگر تنغ کے جو ہر
 کئے راہ خدا میں بڑھ کے قربانِ اکبر و اصغر
 ہے کس سے ہر مت کو عبیر ہے کس سے عظمتِ منیر
 حقیقت آشنا و حق نگر حق بین و حق رہبر

یہ ثابت کر دیا منصور نے بھی دار پر چشتہ کر
 اتاری شمس تبریزیؒ نے اپنی کھال خود بڑھ کر
 رہِ عشق و محبت میں دیا سرمدؒ نے اپنا سر
 چندید و بازید و شبیل و عطّارؒ میں آیا
 کہہ میں پر غوثِ الاعظمؒ بن کے مُردوں کو کیا زندہ
 معینؒ الحق و الملّت بنا اجیسہ میں آیا
 ہر اک ذرہ ہوا روشن جہاںِ کفر و ظلمت کا
 بشانِ قطبؒ دیں دھلی میں نورِ حق کو چمکایا
 فرید الدینؒ زهد الانبیاء کے روپ میں آیا
 نظام الدینؒ محبوبِ الہی میں کہہ میں چمکا
 کہہ میں مخدوم صابرؒ بن کے عینِ حق نظر آیا
 کہہ میں پر وارثؒ دُنیا کہہ میں پر وارثؒ عقیٰ

جہاں کے ذریعے ذریعے سے عیاں ہے نورِ دحدت کا
میں ہر ہر روپ میں جلوہ فلگن ہوں دیکھ لو ہر جا
کہیں مولا کہیں بندہ کہیں داتا کہیں منگت

ازل کی ابتداء میں ہوں ابد کی انتہا میں ہوں
نہ سمجھو خاک کا پُستلا جمالِ کبریا پس ہوں
حرم میں جب رسول اللہ کا ہر سو ہوا چرچا کریے محبوب صورت آپ اپنی مثل ہے کیتا
کوئی ان سا ہوا پیدا نہ کوئی آپ سا ہوگا ہر اک فرد و بشر سر کار پر تھا دالہ دشیدا
مگر تو حسید کا جب آپ نے اعلان فرمایا تو کفاروں میں ہر جانب ہوا کہرام سا برپا
کہا کفاروں نے یہ تو سمجھو میں آ نہیں سکتا یتوں کو چھوڑ کر ہم ایک خالق کی کریں پوچا
تو کفاروں نے باہم بلیٹھ کر اک دن یہی سوچا اندر ہر رات میں سرکار و الا پر کریں حملہ
ہوئی جب قتل کی سازش تو حکم رب یہی آیا مرے محبوب تم یثرب کی جانب اب نکل جانا
حضور پاک نے یثرب کو مسکن اپنا ٹھرا یا یہیں سے دینِ حق پھیلایا یہیں سے نامِ حق پر کا
ہوا جب فتح مکہ سرورِ عالم نے فرمایا ہے جاؤ ا الحق رحق الباطل فرمان مرے رب کا
حق آیا مٹ گیا باطل کہ باطل مٹنے والا تھا یہی ہے فیصل رب کا یہی ہے فیصل رب کا

نہ سمجھو خاک کا پُستلا جمالِ کبریا میں ہوں
میں رازِ کنست مکنزاً مخفیاً ہوں اے جہاں والو
نفخت فیہ من الدّوّجی سے میری شان پہچانو

میں وجہِ خلوق عالم ہوں مری ہستی کو پہچانو
 مجھے گردیکھنا ہے دیدہ بیتا سے تم دیکھو
 ازل ہی سے روزِ احمدیت کا رازِ داں میں ہو ۔ عیاں میں توں نہاں میں توں نہاں میں ہو عیاں میں ہو
 مری تخلیق کیا ہے وجہِ تخلیق جہاں میں ہوں
 شرکیک کارداں ہو کر امیرِ کارداں میں ہوں
 امیں نورِ وحدت ہوں مکین ہر مکان میں ہوں
 ازل سے درحقیقت رازِ دارِ کن فکاں میں ہوں

کبھی وحدتِ بخلوت ہوں کبھی کثرتِ فشاں میں ہوں
 گلوں میں رنگِ دبو مجھ سے بہاروں میں نہاں میں ہوں
 کہیں قطرہ کہیں دیکھو تو بحرِ بسکراں میں ہوں
 محیطِ کائناتِ کل، مکیں لا مکان میں ہوں
 مجھے کہتی ہے عنبرداریِ دنیا مگر عنسر
 حقیقت میں نہیں سمجھا کوئی مجھ کو کہ کیا میں ہوں
 ازل کی ایثار میں ہوں ابد کی انتہا میں ہوں
 نہ سمجھو خسک کا پستلا جمالِ کبریا میں ہوں

حُسْنِم کو بیت کدہ کو شیخ و ترسا کو برہمن کو
 محبت اک نظر سے دیکھتی ہے دوست و دمن کو
 چمن میں کس کی رفتار قیمتا نے کیا زندہ
 کلی کو گل کو غنچے کو جنتا کو برگ سوسن کو
 کسی پر کل متاع زندگی قربان کی میں نے
 خرد کو غفل کو دل کو جبکر گوجان کو تن کو
 کہیں محشر نہ ہو جائے جاپ حُسن میں رکھے
 ادا کونا ز کو عنزہ کو شو خی کو لڑکپن کو !!
 تمہاری اس نزاکت کے میں قربان کسے نشیمہ دوں
 صبا کو شرم کو نیچی نظر کو با نکی چتوں کو
 نہیشہ دید کی خاطر ری آنکھیں تکھتی رہتی ہیں
 دریکے کو درود یواڑ کو روزن کو چلسمن کو!
 انھیں مقصود کعبہ جان کر میں سجدے کرتا ہوں
 قدم کو نقش کو ایجھے نشاں کو شاہ رہن کو
 زمانہ ہو گیا افسوس عنبرہم کو سمجھاتے
 ستم گر کو صنم کو یار کو طف کل برہمن کو

ہر نظر پہاڑ مستی ہے فیضِ عام ہے
اُن کی محفلِ ثیں یا ایں اندازِ دورِ جام ہے

اُن کے جلوؤں کی طاقت سے بکہ اذنِ عام ہے
بچھ مرادِ ذوقِ نظر کبیوں مفت میں بُدنام ہے

اک نگاہ کیف پرور پر ہوا یہ حالِ شیخ
تذریز پیر میکدہ تسبیح اور احرام ہے

قدر کر گور غریبیاں کی مسافر قدر کر
یہ وہ منزل ہے جہاں آرام بی آرام ہے

جیتہدِ آئینہ بن کے دیکھوں رونے دوست
نور کا پیکر خُدا شاہد ہے وہ گل فام ہے

اُن کی رحمت دیکھیے مجتہدیں ہر ہر فرد سے
پوچھتے ہیں تم میں سے عنبر کسی کا نام ہے

وجودِ دو عالم وجودِ محبت
ہے تو رِحْقِیقت نمودِ محبت
ہر کس فرّتے پر تیرے نقشِ قدم کے
رہِ عشق میں لب ہلانامنع ہے
نظر سے ٹپھے جادُرو دِ محبت
یہ ان کی عطا پر ہے موقوف واعظ
اگر قلب پر ہو درِ محبت
نہ ساحل نہ منزل نہ نگر ہے عنبر
بہت سخت ہیں کچھ قیودِ محبت

ظلک کے ترا نگست
بَدْ نَدَالْ ہُونَا
پیراظف کر نہیں نہیں کے پریشاں ہونا
آپکی ذات سے کبھیں ہو مجھے امید کرم
حاصلِ عشق کا جبکہ ہے پریشاں ہونا
لَمَّا شَدَ الْحَمْدُ مُجَبَّتٍ مِّنْ كَفْنٍ
لَمَّا شَدَ اللَّهُ مَسْأَلَ مِنْ أَيْمَانٍ
پوش ہوں میں میرا چاک گریباں ہونا
مشغله ہے یہی پامالِ محبت کیلئے
یاد میں انکی ہم فوت پریشاں ہونا
داستان عنبر ناشاد کی کیا سنتے ہو
تم پریشاںیاں سن کر نہ پریشاں ہونا

اک حبلوہ اسرارِ نہایت ہوں میں
رازِ نہیں گیری سہے دالی ہوں میں
مسجدِ ملائک ہوں ازل سے عنبر
وہ حضرت آدمؑ کی نشانی ہوں میں

وہ اور ہوں گے جوش مس و قمر کو دیکھتے ہیں
ادا شناس تماہی نظر کو دیکھتے ہیں

جنون عشق میں سر کھ دیا تو اصل خرد
مری جبیں کو ترے ننگ در کو دیکھتے ہیں

وہیں سے نظم دو عالم ہے در ہم و بر کم
جو بدی بدلی تماہی نظر کو دیکھتے ہیں

وہی سمجھتے ہیں نیر نگیں اس محبت کی
نظر پچل کے جو حسن نظر کو دیکھتے ہیں

الہی جذبِ محبت کی آبر و رکھ کے
وہ آج پھر مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں

سکون دل مجھے عنبر نصیب ہوتا ہے
وہ مسکرا کے جو زخم جگر کو دیکھتے ہیں

مشاعر کا جمیر شریف ۱۹۲۵ء

ستم ہے جرأتِ دیدار نبھی پانی نہیں جاتی
 تری تصویر بھی اب سامنے لائی نہیں جاتی
 محبتِ دو نگاہوں کے تصادم کا نتیجہ ہے
 پاٹش خود بھڑک ملحتی ہے بھڑکانی نہیں جاتی
 تمہیں کتنا تعلق ہے جوچے کتنی محبت ہے
 یہ نسبتِ خود سمجھنے کی ہے سمجھائی نہیں جاتی
 نگاہیں کب منیں کب دل گیا کس نے یا عنبر
 یہ وہ تاریخِ ماضی ہے جو دُھراتی نہیں جاتی

وحدت کے جبابات میں کثرتِ نظر آئی
 ہر جلوے کی تمہیدِ محبتِ نظر آئی
 بے ساختہ کچھ دل نے کہا مجھ سے تڑپ کر
 اچھی سی جہاں بھی کوئی صورتِ نظر آئی
 لے پرده جب ان کے رُخ پُر لوز کو دیکھا
 واللہ حقیقت ہی حقیقتِ نظر آئی
 ہر دل میں ملا دردِ محبتِ مجھے عنبر
 ہر آئینے میں ایک ہی صورتِ نظر آئی

ترے بیمار کا اب تو یہ عالم ہوتا جاتا ہے
کہ ہر تار نفس پر وردہ غم ہوتا جاتا ہے

کچھ ایسی لذتیں پائی ہیں دل نے بھر جانے میں
دل ٹکیں اب منت کش غم ہوتا جاتا ہے

خدا کے واسطے آجائ پر سے ذرا یا ہر
کہ اب بندہ تمہارا بندہ غم ہوتا جاتا ہے

اس کہتے ہیں معراج محبت لے خرد والو
مرا نقشہ سر اپا نقشہ غم ہوتا جاتا ہے

کمالِ عشق سے راہِ محبت میں فنا ہونا
فرانہ اپنا عنبر قصہ غم ہوتا جاتا ہے

”سلطان پور ۱۹۳۶ء“

شبِ هفتا بہے دو شرابِ ارغوانی ہے
خُدا رُحْمَتِ میسرابِ تو لطفِ زندگانی ہے

تمہارا حُسن کیا ہے سمازِ زنگِ شادمانی ہے
ہمارا عشق کیا ہے سوزِ غم ہائے نہایتی ہے

وہ جب مجھ سے بچرڑتے ہیں تو کہتے ہیں کہم کیا ہو
کسی کوہم نے سمجھا ہے کسی کی ہم نے مانی ہے

زنگاہیں جب ملاتے تھے زنگاہیں اب چُراتے ہو
لڑکپن پھر لڑکپن تھا جوانی پھر جوانی ہے

چُجھے جو دیکھتا ہے بیٹھ جاتا ہے وہ دل ختمے
یہ کس انداز کی ظالم تری اٹھتی جوانی ہے

مجھے ڈر ہے کہ آنسو ہیں اشکِ آسودہ نہ ہو جائیں
نہ سینے گا سینے گا مری پر غم کہانی ہے

آنھیں دیکھا جہاں غیرِ برادر ویوسو سے آئے
جنونِ عشق کیا ہے مستقل اک بدگھانی ہے

جو تیری تظریج سے بر کم نہیں ہے
زمانہ مخالف رہے غم نہیں ہے

محبت کی چشمِ عتاب اللہ اللہ
وہ بر کم بھی ہے اور بر کم نہیں ہے

غمِ عشق نے رنگ بدلا ہے شاید
سُکوں کا وہ پہلا سا عالم نہیں ہے

محبت کا پہلا قدم ہے وہاں پر
جہاں پر جبینِ دُعَالِم نہیں ہے

مزہِ جب ہے خورشید کو جذب کر لے
جو کر لون سے کھیلے وہ شبِ نہیں ہے

سے ذوق طلب میں شورِ طلب گر
تجلیِ حسنِ بُستاں کم نہیں ہے

تصویر میں اکثر وہ آتے ہیں عنتسر
کرمِ آن کا مجھ پر یہ کچھ کم نہیں ہے

بآسانی کہیں شاداں دل ناشاد ہوتا ہے
بڑی یہ بادیوں کے بعد یہ آباد ہوتا ہے

ٹھہرے گردش دوراں وہ جنہیں آتے ہیں
سر پا پوشن ہو کر گن کہ کیا ارشاد ہوتا ہے

پیامِ صدمصیت جانتا ہوں اک تسلیم کو
لز جاتا ہوں جمدِ خوش دل ناشاد ہوتا ہے

قفس کی تیلیو اٹھو گلے مل لوپٹ جاؤ
کہ قیدِ زندگی سے اک ایسازاد ہوتا ہے

کہاں پہلی سی عنبرِ رسمِ نشانگردی و استادی
جو اک صرعِ بھی کہدیتا ہے اب استاد ہوتا ہے

”آل انڈیا مشاعرہ بڑودہ ۱۹۳۶ء“

تپش ہے آفتابِ حرثہ کی افسانہ دل میں
زبان سے کچھ کہا تو آگ لگ جائی گی محفل میں

سماں کیا گل و ریحان کی رنگیں نگاہوں میں
جمالِ یار کے جلوے میں پوستہ مرے دل میں

غزلِ سجدہ بحرِ حادث کون ہے یارب
یہ کسِ حسرتِ زدہ کی لاش ہے آنوثِ ملائیں

معاذ اللہ یہ ذوقِ خود آرائی و خود بیینی !
کہ ہر چھپوٹا ٹراہتے سرِ سجدہ انکی محفل میں

یہ مقتل ہے جمازِ سروشانِ محبت کا
خدا جانے نظر کیا آگیا شمشیر قاتل میں

محبت کی خلش ہے یا کھڑک تیرے پیکاں کی
رشمِ ایجاد تو خود دیکھ لے آکر میرے دل میں

پہنچ ہی جائیں گے عنبرِ ارادہ اپنا کامل ہے
نہیں کچھ اختیار رہنا آفتگی منزل میں

”عزل“

ادراک سے بُلند ہے وہم و گھماں سے دُور
 دل میں جو ایک راز ہے لفظ و بیان کے دُور
 ارض و فلک سے دُور مکان و زمان سے دُور
 پہنچا ہوں جستجو میں تری لامکاں سے دُور
 یہ بھی ہے اک فریپ پتک طستہ نگاہ
 اس طرزِ بندگی میں ہے دیوانیگی کی شان
 سجدے تو کرہا ہوں مگر آستان سے دُور
 وہ ہرادا سے میں مری ہستی میں خبلوہ گر
 چاہے مکاں سے دُور ہوں یا لامکاں سے دُور
 شاید اسی پختہ ہور و دادِ آشیاں
 چمکیں تھیں جلیاں جو بھی آشیاں سے دُور
 اب مجھ کو امتیاز نشا طدا لم کہاں
 محنتِ جمال ہے سود و زیاں سے دُور
 حدِ تعیتات کی منزل گزر حکی
 اب تو حرمِ عشق ہے نام و نشان سے دُور
 ذوق طلب شور طلب پر ہے منحصر
 عنبر و میں سے پاں ہے منزل جہاں سے دُور

چفا نئے دوست جو پیغم نہیں تو کچھ بھی نہیں
نفس نفس میں اگر عالم نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ ربط و ضبط جو باہم نہیں تو کچھ بھی نہیں
خوشی کے ساتھ اگر عالم نہیں تو کچھ بھی نہیں

ترے حضور میں آداب بندگی کی قسم
خلوصِ دل سے جو سرخم نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہر ایک گام پر سجدے ہر ایک قدم پر سلام
رہ طلب میں یہ عالم نہیں تو کچھ بھی نہیں

مری نگاہ تو ہے وقف، بہر نظر ار
تجیبات کا عالم نہیں تو کچھ بھی نہیں

فرشته بن کے رہے عالم وجود میں کیا
وقارِ عظمتِ آدم نہیں تو کچھ بھی نہیں

مشاهدات سے ثابت ہوا ہے اے عنبر
جو کوئی مولن و ہمد م نہیں تو کچھ بھی نہیں

وارداتِ قلبی

بنالیا جو حقیقت نے رازدار مجھے
 بہارِ محجہ کو خزان ہے خزان بہار مجھے
 نہیں ہے اب تو کسی شے پر اعتبار مجھے
 میں جانتا ہوں زمانہ ہے اک فریپ سین
 ہزار زنگ میں ہے خلوٰہِ جمالِ حسین
 نہ کیفِ جام و سُبُو ہے ناطفِ رامش رو زنگ
 زمانہ دیکھ رہا ہے عجب لگا ہوں سے
 حoadت زمانہ کا محجہ کو خوف نہیں
 ابھی تو ہے ترے وعدت اعتبار مجھے

ہمیشہ رہتا ہوں سیماں کی طرح عنبر
 کہیں کون نہیں ہے کہیں قرار مجھے

مشاعرہ بن میر اقبال جہڑا گو جرانوالہ

جو بے پر دہ اگر حسین و جمال یار ہو جائے
جمال کا ذرہ ذرہ مطلع النوار ہو جائے

کرم کیجئے کرم کیجئے کرم کی بار ہو جائے
اگر سرکار ہاں کہیں تو بیڑا پار ہو جائے

یہی آئین ہے راہِ محبت میں فنا ہونا
کوئی مجبور ہو جائے کوئی مختار ہو جائے

مزہ جب ہے جنونِ عشق اپنا نگلے آئے
رہا الفت میں ہر ہر مرحلہ دشوار ہو جائے

نظر کی وسعتیں ہوں کم سے کم اتنی تو اے غیر
مُزین کعبہِ دل میں جمال یار ہو جائے

”سلطان پور ۱۹۲۶ء“

چلیات

تجھی بُتاں سے کی حَم میں روشنی ہم نے
بایس صورت بدل ڈالا مذاقِ زندگی ہم نے

کسی صورت نہ پایا جبکے کونِ رائجی ہم نے
تو مجبوراً بدل ڈالا نظرِ امرِ زندگی ہم نے

ترے ہوتے ہوئے جانِ دو عالمِ بزرگ امکان میں
بڑی مجبوریوں سے کافی ٹھائے زندگی ہم نے

خیالِ شکوہ بے التقاضی بھی نہیں آیا
تمہاری یادِ کو جبکے بتایا زندگی ہم نے

دل کر ترسو زخمِ دمی سے بہلا تے رہے غیر
نہ کی لیکن گوارا ہسن کی بے پردگی ہم نے

بیہاں تو ہر درود یوار سے حسرت برستی ہے

یہ دُنیا کے محبت ہے کہ دیوانوں کی لستی ہے

کوئی آتا نہیں یہ دیکھو کر کوئے محبت میں

بیہاں رہتے ہیں دیوانے پر دیوانوں کی لستی ہے

تمہیں حُسنِ محبت کی قسم بے پردہ آجاو

کہ اب میری نگاہِ شوق سے حسرت برستی ہے

مرا فدہ بہب محبت ہے میں بندہ ہوں محبت کا

مرا مشرب ازل کے روز سے وارث پرستی ہے

وہی منزل تو عنبر کاروانِ دل کی منزل ہے

جہاں ہیت ہی جست ہی جہاں مت ہی متی ہے

فروزان میں تری ہر ہر دا میں بجلیاں اب تک
مرا ہر ہر نفس ہے کامیابِ امتحان اب تک

نقوشِ پائے جاناں اب مرے سیدوں سے نہتے ہیں
اُذل سے ہے جنینِ شوقِ جزو آستاں اب تک

مریٰ ہستیٰ معمت ہے حققت بیں نگاہوں میں
مرے ہر ہر نفس میں ہے صدائے تمن فکاں اب تک

خیالِ اشتراہِ حسنِ محջ کو آگیسا ورنہ !
نہ جانے عشق نے پہنچا دیا ہوتا کہاں اب تک

لبِ منصورہ کی لغزش بنی یاعث نحمت
وہ ہر رازِ دال سے نہو ہے ہیں بدگاں اب تک

وہی منزل تو عنبر کاروانِ دل کی منزل ہے
بھٹکتے پھر رہے ہیں خضر سے انساں جہاں اب تک

بُر نگ میں ہر پیز میں ہر سو نظر آیا
خود میری ہی صورت میں مجھے تو نظر آیا

بی را ہے مجھے صورت آئیتہ سمجھ کر ا
جب جلوہ فخر سار پری و نظر آیا

عشق گرے سجدے میں محاب سمجھ کر
جس وقت ترا گو شہ ابر و نظر آیا

مجھ کو کوئی شکوہ ہے نا اب کوئی شکایت
غم سارے غلط ہو گئے جب تو نظر آیا

شب بھر غم فرقت میں تڑپتا رہا غنیمہ
آرام نہ اس کو کسی پہلو نظر سر آیا

عشق کا اپنے جب کیا اظہار
ہنس کے بولے خدا کی قدرت ہے
منے سے تر ہوں گے جئیہ و دثار
آن واعظاً تری شیافت ہے
وہ بھی برسم میں ہم بھی میں رسوایا
دل کا آنا بھی اک قیامت ہے

تحاذیب پر جو وہ جہسہ الفور تھام رات
چپ کا نکے بنوں مقدار تھام رات
لب پر انھیں کام ہے دل میں انھیں کی یاد
صرف آہ و نالہ ہوں دن بھر تھام رات
محبوب خیالِ زلف و رُخ یا ر میں رہا
انھیں حلوہ پاشیاں مرے دل پر تھام رات
عیر تصوّر ات رُخ دوست کے شار
تحاصل یا ر مجھ کو میسر تھام رات

اس ادالے چارہ درِ جگر کر کے نہ جا جامگردی نیا تے دل زیر وزیر کر کے نہ جا
 مبڑی جانب سے نگاہیں بھی پر کرو اوقتنے گر اس طرح تاریک فُنیا رے نظر کر کے نہ جا
 او تنافل کیش آتی عرض ہے شامِ الم مُبتلا تے رنج و غم قلب و جگر کر کے نہ جا
 شمع جان پھر کے بھڑک اٹھے گی آنسوؤں سے تو مردِ امن کو ترکر کئے نہ جا

تصویر کیضخ کر دل آشنا تہ کام کی تشکیل کر رہا ہوں جہاں کے نظم کی
 آپھر مجھے فریب و فادے کے کٹ لے تحریک ہو چکی ہے دل ناتمام کی
 تاریک ہو گئی مری نظروں میں کامنا دیکھی جو اک جھلک کسی ماہِ تمام کی
 کر کے عدو کے سامنے رو دادِ ابیاں
 تو میں کہہ ہے میں وہ عنبر کے نام تھی

تصور میں وہ بے حباب آرہے ہیں جباب میں و تو اٹھے جا رہے ہیں
 نقاب آپ نے آج مٹی ہے رخ سے ستارے خلک سے گئے جا رہے ہیں
 جو کہتے تھے مجھ سے کریں گے وفا ہم وہی آج خود دل میں شرم رہے ہیں
 ذرا ہوش میں آسے بنجل آج عنبر
 منا رہے کہ وہ بے نقاب آرہے ہیں

ہر سانس زندگی کا ہے دو بھرتے بغیر
بے کیف ہے بہار کا منتظر ترے بغیر

بے نور ہو گئے مہہ واختر ترے بغیر
سو یا ہوا ہے میرا مقدر ترے بغیر

سوزش جگر کی دل میں تڑپ لب پہنچے ہائے
بے کیف زندگی ہے تنگر ترے بغیر

آجامر یعنی غم کا سینہ لانا محال ہے
دشوار موت بھی ہے تنگر ترے بغیر

ہر ہر شکست پر مری منزل تما ہے
ہر ہر گھری ہے فتنہ محشر ترے بغیر

یوں دن گزر رہے میں غم کائنات میں
حیثیت رزدہ ہے عنبر مقصطر ترے بغیر

اسی کو دل اسی کوں کون دل سمجھتا ہوں تمہاری پاڈ کو کوئی کامال سمجھتا ہوں
 میرے ذوقِ بیس کو خدا رکھے یہ عالم ہے ترے ہر قش پا کو سجدہ گاہ دل سمجھتا ہوں
 وہ ہو نگے اور جو گھیرائیں طوفانِ خواستہ میں ہر ہمون کو اب اپنا منتقل سمجھتا ہوں
 درِ وارث ہے عنبر اور میری جیبہ سائی ہے
 مذاقِ بندگی کا اسکو یہی حاصل سمجھتا ہوں

جو تیری فکر تری یاد میں خراب نہیں وہ زندگی تو محبت میں کامیاب نہیں
 جمالِ حسن پر یہ پردہ نہیں نقاب نہیں باسِ نظام ہمی نظارہ کامیاب نہیں
 اصولِ دیدِ تماثل ائے بے جواب نہیں جو آنکھ دیکھ رہی ہے وہ کامیاب نہیں
 ہر ایک ذرے سے جلوہ تماںیاں اُنکی وہ بے جواب میں حالانکہ بے جواب نہیں
 سمجھل سمجھل ارے دلزادہ مجازِ زدن پسِ نقاب ہے جلوہ سرِ نقاب نہیں
 یہ کائنات پر زمگینیاں یہ مدبوشی تمامِ خواب کا عالم ہے اور خواب نہیں
 سکونِ عشق میں توہینِ عشق ہے نادان وہ زندگی ہی نہیں جس میں اضطراب نہیں
 لب اب توہامنے آجاکہ میں نے مان لیا ازل سے لیکر ایذنا ک ترا جواب نہیں
 خیالِ یار سے ہے رابطِ خاص اے عنبر
 خراب ہو کے بھی دُنیا مری خراب نہیں
 جمالِ یار کے جلوؤں کے سامنے عنبر
 یہ آفتاب تو ذرہ ہے آفتاب نہیں

ہم محبت میں عجب نیزگیاں دیکھائے
اپنے دل کو اور خود سے بدگماں دیکھائے کیے

اس تفافل کا برا ہو عمر یونہی کٹ گئی
اُس کے کوچے کو، کبھی سوئے چنان دیکھائے کیے

اللہ اللہ رے مرے مشق تصور کا کمال
ہم ہر اک فرزے کو سنگ آستاں دیکھائے کیے

وہ مسلسل انکے جلوؤں کی تسلیم ریز یاں
یعنی دل پر جلیوں پر بجلیاں دیکھائے کیے

دیاس کے عالم میں وہ دامن پیا کر چل دیتے
ہم بڑی حسرت سے سوئے آسمان دیکھائے کیے

اینی بر بادی بھی اے غبار وہ عبرت کوش ہے
حیرق در آغوش اپنا آشیاں دیکھائے کیے

دو عالم کو بے خود بنایا ہے تم نے
وہ زنجین جنود دکھایا ہے تم نے

بیانِ محبت پہ نظر میں مجھ کا کر
یقینِ محبت دلایا ہے تم نے

خدا کی قسم یاد ہے وہ زمانہ
میں رُوٹھا تو اکثر منایا ہے تم نے

محب بے خودی میں گلے سے لگا کر
محبت کا جھول جب لا یا ہے تم نے

منور ہے دل اور مکیفِ نظر ہے
وہ پر سوز نغمہ سنایا ہے تم نے

کبھی پاس آ کر کھسی دور بیٹ کر
مجھے ہر طرح آزمایا ہے تم نے

ہمیں بھی ہے القت تجھی کو نہیں ہے
یہ غیر کو اکثر جوتایا ہے تم نے

ہوا ملیوں خود بڑھ کر سرفار بیباں پر
جنوں کا اس قدراً احسان ہے مجھے گریباں پر

تمہاری ہر گھٹری کی بے جا بی رنگ لائے گی
قدراً عالم نہ ہو جائے تمہارے روئے تا بیاں پر

نہ مجھ کو مر نے دیتے ہیں نہ مجھ کو حیتے دیتے ہیں
خدا کی شان اتنے ظلم ہیں انساں کے انساں پر

یہی ہے آزو دل میں یہی ہستہ ہے اب میری
کہ اپنی جان کو قربان کر دوں شاہ خوبیاں پر

خدا جانتے زمانہ کمسنی کا کیسے گز را ہے
بہار آتے ہی دیوانتے ہوئے رنجسار جاناں پر

صدر شکِ کیفیات ہے میری نظر کا کیف
 ان کی نظر سے پایا ہے شام و سحر کا کیف
 راہ طلب میں دیر و حرم سے غرض نہیں
 حاصل مری جبیں کو ہے اُس سنگ در کا کیف
 ان کے تصورات میں کھو یا گیا ہوں میں
 میسر جنونِ عشق کا عالم نہ پوچھیے
 لایا ہے رنگ اب مرے خم جگر کا کیف

ان کے رُخ سے نقابِ اٹھا دیجھا نور ہی نور بر مَلاد دیجھا
 جب خودی کو مٹا دیا دل سے هر طرفِ حبلوہ خَدَاد دیجھا
 پل میں قطے کو کر دیا دریا یہ کرم ہم نے آپ کا دیجھا
 عشق کی یہ کرشمہ سازی ہے شکلِ انسان میں خَدَاد دیجھا
 ذرے ذرے میں ساری گنجائے حسن اپنے ہی یار کا دیجھا
 ساقی بے کلدہ کہیں پایا کہیں مسجد میں پار ساد دیجھا
 کہیں مقصود کا سنا ت بننا
 کہیں عنبر فقیر ساد دیجھا

محبت بھری اک نظر چاہتا ہوں میں تکین در و بگر چاہتا ہوں
ہٹا دو ذرا رُوئے روشن سے پردہ میں تمیل ذوق نظر نیا چاہتا ہوں
مبارک ہوا ہد کو کعبہ مبارک میر ڈین ترانگ در چاہتا ہوں
مری آخری اک یہی ہے تھتا تمہی کو میں پیش نظر چاہتا ہوں
بنایا ہے تمہور عنبر کو جس نے
وہی بہکی بہکی نظر چاہتا ہوں

خوشی اور تمہاری خوشی چاہتا ہوں
یہی ہے تمہتا یہی چاہتا ہوں
جہاں صرف ہوں آپ ہی آپ اور میں
اک ایسی نئی زندگی چاہتا ہوں
تیر آستانہ ہوا اور میرا سر ہو
محبت میں وہ بندگی چاہتا ہوں
پلا دے نگاہوں سے اک جنم ساقی
نظر سے تری بے خودی چاہتا ہوں
منقش مرے اور ج دل پر لے عنبر
شبہہ وارث دین کی چاہتا ہوں

نظر آجا میں ترپانے والے
قیمت پر قیمت اڑھانے والے

نوازش کا عنایت کاشکر
دکانے اک جملک چھپ چانیوالے

بُل دے پیری قیمت بھی بُل دے
کرم کی بارشیں برسانے والے

شجھے اپنا بن کر بھی رہوں گا!
مری ہرالتجھ کر انے والے

تصویر میں ہوں سجدہ ریز صدم
خیل کی فضا پر چھانے والے

ادب سب بھی مسکرا کر دیکھتا جا
نگاہیں نیچی کر کے جانے والے

ہر اک شے کو فنا بے کہہ دو غنبر
نہ اترائیں یہاں اترانے والے

اک کیف ہر گاہ سے برسا رہے ہو تم
ہر شے میں آج کیسے نظر آ رہے ہو تم
میں یہ نیاز ہوں مجھے رہتے دو بے نیاز
نظر یہ جھکائے کیا مجھے سمجھا رہے ہو تم
یہ شرمگی ادا یہ تسلیم یہ برہی
کتنے جیں آج نظر آ رہے ہو تم
معراج پر ہیں حُنْ تصور کی من لیں
ہر لمحہ میرے پاس نظر آ رہے ہو تم

و سحر نسلیاں دل غنبر کو بار بار
یہ تو بتاؤ آج کہاں جا رہے ہو تم

محبت میں اتنا مٹا جا رہا ہوں خود اپنی نظر سے گرا جا رہا ہوں
تجھے بھی محبت تھی سا بنا دے میں فرقت میں تھوڑا ہوا جا رہا ہوں
میں اپنی زگا ہوں پر قربان ہو کر اداوں پر تیری مٹا جا رہا ہوں
دہانی ہے اے ناخداۓ محبت مٹا جا رہا ہوں لٹا جا رہا ہوں

وہ جائیں تو دامن سچڑ کے یہ کہنا
کہ او جانیوالے مٹا جا رہا ہوں

لِفْسٌ هُرْنَظْ سَهْمِيلْ بَحْكَه
بِيْسَنِي هُرْرَبَزْ رَسَهْمِيلْ بَحْكَه

هُمْ مِيْ بِرِيْگَا نَهْ بَهْرَار وَخَنْدَانْ
بَوْسِ بَالْ وَبَرْ سَهْمِيلْ بَحْكَه

تَلْخَشْ جَهْنَمْ زَنْدَگِي اَرْ سَهْمِيلْ بَحْكَه
فَلَكِرْ شَامْ دَحْمَ سَهْمِيلْ بَحْكَه

بَيْ فَرِيْبْ نَظَرْ دَيْرِ وَجَهْمَ
هُمْ هُرَاكْ زَنْدَگِي اَرْ سَهْمِيلْ بَحْكَه

رَاسْ آَنِي نَهْ كَرْدَشْ دَورَانْ !
فَقْتَنْهَهْ فَقْتَهَهْ كَرْ سَهْمِيلْ بَحْكَه

كَرْ كَهْ نَظَرْ دَولْ سَهْمِيلْ بَحْكَه
مِيزَدْ خَمْ جَلْكَرْ سَهْمِيلْ بَحْكَه

أُونْ كَهْ جَلْوَوَلْ مِيْ كُمْ هُونْهَهْ عَنْتَرْ
حُمْ حَبِيتْ زَنْجَرْ سَهْمِيلْ بَحْكَه

میں جاتا ہوں وہ ظالم ستم شعرا بھی ہے
اُسی کے عهدِ محبت پر اعتبار بھی ہے

ہے اضطراب کہیں پر کہیں قرار بھی ہے
اصول دید میں تکمیلِ انتظار بھی ہے

فسانہ شبِ فرقہ کو پوچھتے کیا ہو
جہاں طویل وہیں اس کا اختصار بھی ہے

کسی کی یاد نے پہنچا دیا وہاں مجھ کو
جہاں وصال بھی ہے اور فراق یا ریا بھی ہے

خدا کا خاص کرم ہے یہ اپنے عنقرپہ
گدا نے آں نبی خاک چساریا ریا بھی ہے

نہ پوچھ عنقرپہ نگیں مزاج کی حالت
وہ پارسا بھی ہے ظالم وہ بادہ خوار بھی ہے

”مشاعرہ دینوی شریف ۱۹۷۲ء“

محبّت کی دنیا محبت کا عالم
خدا کی قسم ہے قیامت کا عالم

تری جست تجویں نظرِ مُضطربے
یہ اندوغم یہ مصیبت کا عالم

براک شے میں تیری سی تصویرِ بھی
یہ ہے میسے ذوقِ بصارت کا عالم

جسے دیکھتا ہوں وہی سر نگوں ہے
ترے دَر پَسْبَدُوں کی کثرت کا عالم

جبیں وقفِ سجدہ ہے اب آنکے درپی
کمالِ عقیمتِ رت عبادت کا عالم

دریار ہے اور جبیں اپنی عنابر
بلند نی پہے اپنی قسمت کا عالم

جب سے کسی نے اٹا بے گوشہ نقاب کا
نقشہ بدل گیا دلِ خدا نے خدا ب کا

اُن کے تصورات میں گم ہو گیا ہوں میں
اب تک وہی تظریں بے ہام شباب کا

تنقید حالِ رند پر اچھی نہیں ہے شیخ
کچھ خوف ہی نہیں تجھے روزِ حساب کا

وہ حُسن یار جس کی اُذل میں نمود تھی
اور حوصلہ مری نگہب نہ انتخاب کا

پھر دیکھ لیجئے مجھے نجی لگاہ سے
طالب نہیں میں سا غرومینا شرب کا

یہ شعر گوئی اور یہ تر نم کلام میں اس
عتربر ہے فیض خسر و عالم جناب کا

کچھ اس انداز سے دوچار ہوں میں اپنی منزل سے
کبھی نزدیک منزل ہوں کبھی ہوں دُورِ منزل سے

چلی جب کشتنی جوش بجنوں بجہِ محبت میں
مبارکباد کی آئی صدراً آغوشِ ساحل سے

خدا جانے یہ تکمیلِ محبت ہے کہ ناگامی
پہنچ کر اپنی منزل پر پڑت آتا ہوں منزل سے

نظامِ عالم امرکاں کہیں برہم نہ ہو جائے
محبت کے اگر شعلے بھڑک آئے میرے دل سے

خوشنادہ دورِ نگین اوس تتمگر جب تعلق تھا
ترے دل کو مرے دل سے مرے دل کو ترے دل سے

کریں اہلِ نظرِ حیثیت رہ میری بے قدر اری پر
تڑپنے کی اواسیکھی ہے میں نے پیغ قاتل سے

وہ آئیں یا نہ آئیں اس کا مجھ کو عنہ نہیں نہیں عنبر
مگر ان کا تصور مرٹ نہیں سکتا مرے دل سے

یہ کیا کہ پرده رنگیں اٹھا کے جاتے ہو
ہمارا ظفر نظر آزمائے کے جاتے ہو

نظر ملا کے نظر میں سائے جاتے ہو
حوالہ وہوش پہ بھلی گرائے کے جاتے ہو

یہ کیسا تغمہ رنگیں ستائے کے جاتے ہو
کربے نیازِ دو عالم بتائے کے جاتے ہو

ہر اک نگاہ سے دے دے کے یوں پیام سنکوں
روائے روزِ قیامت اٹھا کے جاتے ہو

وہ زندگی میں جسے زندگی سمجھتا ہوں
تم اٹھنوں میں اُسی کو پھنسا کے جاتے ہو

نگاہیں پھیر کے اس پئے رخی کے ساتھ حضور
کسی غریب کے ارمائیا کے جاتے ہو

خموش تھی ابھی عنبر کے درد کی دُنیا
نظر ملا کے اے بھی جگائے جاتے ہو

کسی کی چہرہ مسری جانب نظر سے
نظر ام زندگی زیر و زبر ہے

اڑے لیے مقاموں سے گذر جا
جہاں وہ جانِ عالم جلوہ گر ہے

وہ بے پرده ترپ کر آگئے ہیں
اب اپنی داستان بھی مختصر ہے

ایہی خیزد ہو معصوم دل کی!
کس کی چہرہ مسری جانب نظر سے

گلے ملنے کسی کا اوڑھچھڑنا
وہ منتظر راج تک بینظیر سے

یہی ہے بندگی اب اپنی عنبر
جیتن شوق ہے وارثت کا در ہے

بیمارِ محبت ہوں آ جا بیمار کو اچھا کون کرے
اک دردِ جو دل میں رہتا ہے اب اُسکا مدارا کون کرے

پر دے کو اٹھاتے ہی ان کے ہم عقل و خرد کو ہو بیٹھے
اب ہوش یہاں پرس کوہے جلوؤں کا نظارہ کون کرے

میر اللہ ادھر یہ عالم ہے ہوں چاک گریاں سرگردان
اور ان کا تھا ضمیر فطرت راحسان تمنا کون کرے

اک بار بہٹا کر پر دے کو اک بار گرا کر پر دے کو
اک بار ذرا پھر کہہ دیجے دلوانے سے پڑھ کون کرے

وہ خود ہی نقاب اٹھادیں گے گر عشق ہمارا کامل ہے
عینہ نے بھی اب یہ سوتھ لیا کہ عرض تمنا کون کرے

تقریر کو تدبر کے سامان نہیں معلوم
انسان کو خود غلطت انسان نہیں معلوم
تخلیقِ مری باعثِ تخلیقِ جہاں ہے
کیا یہ تمھے اے گردشِ وراث نہیں معلوم
ہوں محظیاں رُخِ محظوظِ ازل سے
دامن کا پتہ ہے تو گریاں نہیں معلوم

شاید ہے یہی منزلِ مقصودِ محبت
صحرا نہیں معلوم گلستان نہیں معلوم
ممکن نہیں میخوارے اس منے کی ترمیت
زادہ تمھے کیا مشروبِ زندگی نہیں معلوم
غیروں کی شکایتِ زبانوں کا گلہ ہے
محکوم بھی مرا حال پریشان نہیں معلوم
اندازِ ستم میں بھی کرم انکے نہاں بیں
وہ ہوتے ہیں یوں بھی تو نہ بار نہیں معلوم
اللہ سے یہ وسعتِ میدانِ محبت
ہر چیز ہے بازی کی طفلاں نہیں معلوم

یہ پیر طریقت نے اتنا یہ مجھے عذر

ہر شے میں ہی رہتے ہیں پہاں، نہیں معلوم

خوشی سے سُن تو رہے میں وہ داستانِ میری
بڑی حسین ہیں ناکامیا بیانِ میری

ای امید پرے مرگ ناگہاںِ میری
وہ دیکھ جائیں تو ہو ختمِ داستانِ میری

حسین جنمیں حسین رنجشیں حسین شکوئے
ہے شاہکارِ حسینوں کا داستانِ میری

شبابِ ان کا دلِ ان کا ہراکٹ ادا ان کی
ذوقِ حکومی میرانہ داستانِ میری

وہ کس خیال میں افسرود ہو گئے یا رب
سکون پذیر ہیں کیوں بیقرار یاں میری
محبتِ ایک سمندر ہے وہ بھی پایاں
بلیں ہے کتنی دل ڈوبنے کیاں میری

وہ بے کسی کا زمان بھی یاد سے غیر
خود لپنے حال پر نامہ ربانیاں میری

کیے اختلافات قطع ہم نے مٹا دیا حرف آرزو کا
صفات میں ذات کو جو پایا مقام آیا وہیں پہ ہو کا
نہ دیکھ سکتا ہوں ان کی جانب نہ آہ موقع ہے گفتگو کا
رقبہ میں اردو گردان کے خیال بے حفظِ آبرو کا
نہ بلاغِ چحت سے کامِ جوہر کو نہ حور و علماء سے کچھ غرض ہے
برنگِ نبیل میں اے گلِ ترا نیبر ہوں تیری آرزو کا
الہی کس کس پہ آفت آئی ہوئے تہ تینغ کتنے عاشق
کہ صبح سے آج قتل گہرہ میں بلند تھا شورِ مقتلو کا
دعاۓ عنبری ہی ہے ہر دم قبول کرنا اسے الہی
ملانا احباب کا تو کیسا نہ غم دکھانا مجھے عز و کا

ترا خیال فقط کر کے لنشیں میں نے مسادیا ہے جو تھا فرقِ کُفرو دیں میں نے
جو ماسوں سے ہٹانی نظر کہیں میں نے مشاہداتِ حقیقت کئے دیں میں نے
کبھی یہ وہم کر میں کیا امرِ وجود ہی کیا کبھی لقیں کہ کیا حُسن کو حُسین میں نے
محبت اور محبت میں وسے دل کے بنایا خود ہی زمانے کو نقطہ پیش میں نے
جنونِ عشق پر کیا دیکھیں گے دنیا کو بنایا ہے گریاں کو آتیں میں نے
موجودِ شوق پر دنیا کو کیوں یہیستہ ہے چمکتے ذرول پر کھدائی کر جیں میں نے
ہزار بار میں مرمر کے جی اُسٹھا عنبر
گئی زبان سے قاتل کے آفریں میں نے

الْمَلَكُونَ الَّذِينَ يَأْتِيُنَّ لِيَرَبُّوا

نہ دل کو چین نہ شب کو قدر رہتا ہے
مریضِ عزم کا عجب حال زار رہتا ہے

ازل سے اپنی جبیں وقفِ بابِ جاناں ہے
سجد شوق کا کس کو شمار رہتا ہے

ادھر بھی دیکھ لے آئینہ دیکھنے والے
دلِ شکستہ بھی آئینہ دار رہتا ہے

جو ہو سکے تو رہے چشم نیم باز سے دو
کر اس نگاہ کو شوقِ شکار رہتا ہے

کچھ اس طرح وہ مری زندگی پر جھائے میں
کہ جیسے سائیہ پرور دگار رہتا ہے

سماڑا چاک گریاں ہے وہ بھی مضطرب ہے
سکون آن کونہ محجہ کو قدر رہتا ہے

خدا گواہ کہ عنبر کو اب تو آٹھوں پھر
خیالِ زلف و فرجِ حسن یا رہتا ہے

یہی نہیں کہ قدر آن سے ہم مسلمان سکے
نگاہِ شوق کی وہ بھی تو تاب لانے سکے
یہ انقلاب زمانہ ارے معاذ اللہ
کر مسکرانا بھی چاہا تو مسکرانے سکے
در جیب پہ پہ کیفیت ہوئی دل کی
سر زیارت جھکایا تو پھر اٹھانے سکے
یہی ہوا کہ زمانے سے ہو گئے رخصت
کسی طرح سے جو عنبر اُھیں مٹانے سکے

کب زندگی میں مجھ کو میسر خوشی ہوئی
کب درد دل میں درد جگر میں لکھی ہوئی

پھر اندر مال تر خشم جگر کا نہ ہو سکا
لڑکہ فڑھتی زمہر میں شاید بھی ہوئی

سر گرم ربط پھر نظر آتے ہیں غیر سے
تقریر ان دونوں ہے عدو کی محفلی ہوئی

تم بن سوز کے شب کو جو آئے تھے خواب میں
میں کیا کہوں کہ آپ سے کیا دل لکی ہوئی

یا یوس انتظار کو بھی انتظار تھا
بعد فنا بھی آنکھ رہی یوں محفلی ہوئی

پوچھو نہ بزم ناز کی عشو طرازیاں
پہلو سے دل گیا مر آن کی ہنسی ہوئی

کس کیم تن کے ہمراں میں عنبر یہ حال ہے
آٹھوں پھر ہے فہر خوشی لگی ہوئی ہے

کیفیات

کہیں اُن مدھری آنکھوں نے جب چلکا نے یہاں
بہاریں جھوم کر آئیں کوئی پیغام پہنانے

نہ جانے کیا انگاہوں کو نگاہوں نے پلایا ہے
کہ ہر جانب نظر آتے ہیں میمانے ہی میمانے

کبھی جب امیتااط عشق را میں روک لیتی ہے
کوئی لغزیدہ لغزیدہ قدم آتا ہے بہکانے

ماں بزم کی ناکامیوں پر کہا تجھے شکوہ
کہ ہم بھی کیری انتروں کے اشاؤں کو نہ پہچانے

خدا معلوم یہ کیسا زمانہ آگیا غیر!
جنھیں اپنا اسم جھتا ہوں وہ بن جاتے ہیں بیکاٹ

وہ بے تقاب جب مری دنیا میں آئیں گے
 دل کیا فضنا میں تارے ہمی سب ڈوب جائیں گے
 ہم بھی تمہارے حُسْن کی تصویر گھستیج کر
 گر ہو سکا تو حُسْن کی عفل بجائیں گے
 بیٹھے ہیں شاہ راہِ محبت پا آکے ہم
 اب دیکھنا ہے شج کے نظر کروہ جائیں گے
 کروں گا جذب آن کے حرمِ جمال کو
 ختنے مری نگاہ تیلِ حبلوے سماں گے
 ہر گونثرہ نظر میں چرا غال نہ کیوں کروں
 عنبر سُنا ہے آج وہ بے پردا آئیں گے

پھر ترے خسارے کا کل ہٹی میرے لیے
 چھاگئی ہے بے خودی ہی بے خودی میرے لیے
 زندگی ہے دیدِ رُخ اور بندگی عشقِ سجود
 آستاں میرے لیے اور آپ بھی میرے لیے
 یا الہی وہ بھی کیا دن ستحے محبت سے پھرے
 التفاتِ خاص آن کی ہر خوشی میرے لیے
 اس کو تکمیل نظر کہیے کہ تکمیلِ جنوں
 حُسن کی آنکھوں میں ہے پچھوچھ نمی میرے لیے
 حالِ عنبر پر کرم فرماتا ہے حُسن رے نیاز
 آن کے رُخ سے پھر نقابِ اٹھتے گئی میرے لیے

اک چاک گریاں ہی پر موقوف نہیں ہے
جس زنگ میں ہے عشق کی تصویر ہیں ہے

سجدہ ہے ہمرا پیش کشِ عام نہیں ہے
یہ دیکھ کر در پر مرا دل ہے کہ جیں ہے

اس دل کی زیاں جانے والا بھی کہیں ہے
فریادِ جنم ہے پر آواز نہیں ہے

آسان نہیں دلیوالوں کے سجدوں کو تحمل
مرزے میں ابھی تک ترے کو پھے کی زمیں ہے

وئمن ہے مری حملکتِ دل کا زمانہ
شايد کہ تری اخیں ناز نہیں ہے

غیر شب غم کٹتی ہے کس طرح سے دیکھیں
دل بکھنے لگا اور ابھی شام نہیں ہے

اغربہ خواجہ قطب صاحب
مهرولی شریف دہلی

ہاتے اندازِ تغافل جو انھیں یاد نہیں
یہ مرے عشق کی توہین ہے بیدار نہیں

کون سی آنکھ ترے جلوؤں کے آباد نہیں
کون سادل ہے کہ جس دل میں تری یاد نہیں

اتنی مانوسِ قفس ہو گئی فطرتِ میری
بھی گاشن میں رہا ہوں یہ مجھے یاد نہیں

دردِ کونین لیے بیٹھا ہوں اک گوشہ میں
کیا مجھے یہ بھی گوار استم ایجاد نہیں

اس سے اور پرستشِ احوال خدا خیر کرے
ہوں کے بڑا دعیم عشق جو بر باد نہیں

وہ مقاماتِ محبت میں کیے طے میں نے
عشق تو عشق جہاں حُمن بھی آزاد نہیں

آن کی بے نہری کاشکوہ نہیں جا تر غیر
وہ میں معصوم انھیں طریقہ وفا یاد نہیں

وہ کریں اپنی دعاوں پر بھروسہ وہ غیر
جنھیں بے چاری شیخ حرم یاد نہیں

پھیر کر رُخ مری جانب سے نکل جاتے ہیں
اور یہاں خبرِ غمِ خلق پہل جاتے ہیں

ایجھی صورت کو جہاں دیکھو لیا بھولے سے
حضرتِ دل وہیں رہ رہ کے محفل جاتے ہیں

وہ اگر آئینہ دیکھیں تو میں اتنا پوچھوں
کیا یہی لوگ یہیں جو آئھو بدال جاتے ہیں

حضرتِ دل پہچھی اب جنہوں کو جھرو سہ نہ رہا
دیکھتے دیکھتے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں

کسی بے درد نے مجبور بتا کر کہا ہے
ورنہ عقبر بھی کہیں لے کے غزل جاتے ہیں

خوگر ظلم ہوں صد چاک گریباں ہوں میں
فقط رُحشق کے ہاتھوں کے پریشاں ہوں میں
حسن یوسف کی قسم عشقِ زلینگا کی قسم
کافر عشق ہوں تصویرِ سلام ہوں میں

تیری دُز دیدہ نگاہی کی قسم اے ساقی
پھر مجھے مُست بنا دے کہ پریشاں ہوں میں
تیرے ہوتے ہوئے بے تابی دل کیا مُستی
تیرے جلوؤں کی قسم آج بھی حیران ہوں میں

غُظیتِ حسن کجا اور کجہ میری بساط
آن سے کس منشے کہوں آپ پر قرباں ہوں میں
سرمددِ فرشبلی و منصور جسے کہتے ہیں
جلوہ دوست وہی سوختہ سامان ہوں میں

نسبتِ وارث کو نین کے قرباں عنبر
اسی نسبت سے ہوا صاحبِ ایساں ہوں میں
ہے وہی مشغله سااغر و مینا عنبر
وقت کا اپنے سکندر ہوں سلیماں ہوں میں

خمسہ

”جدھر تو نے دیکھا ہے فتنے جگائے“

دُم نزع وہ میری بالیں پہ آئے مری غیر حالت پہ بچہ مسکرائے
مجھے آنکھوں آنکھوں میں ساعڑ پلائے بصد عنزہ و نازل بپریہ لائے
یہ ممکن نہیں ہے شعیں موت آئے

خدا کی قسم کہکشاں ماہ واختہ تجھی سے ہیں روشن تجھی سے منور
کروں تیر کی تعریف کیا ماہ پیکر تری بزم رنگیں کاہے خوب منتظر
جدھر تو نے دیکھا ہے فتنے جگائے

تو جان رُطافت سے روح نزکت تو حسن مجسم ایسا رُطافت
ضیاءِ قمر تو گلوں کی بھی زکہت تری ہر نظر میں ہے سور قیامت
تجھے دیکھو کر ہوش میں کون آئے

خرام اس خراماں چلے آ رہے ہیں محبت کے جذبات گرم رہے ہیں
بھی مسکرا کر وہ ترپا رہے ہیں مری کیفیت پر وہ فرم رہے ہیں

یہ ترس کہیئے تم نے صدمے اٹھائے ترے عشق میں حال ہے یہ ستمگر بھی غرق چیت کہی خود میں ششد
کہا میں نے اُن سے لصوہ میں روکر پریشاں ہے مضطربے ناشاد عنبر
یہ کب تک محبت میں صدمے اٹھائے

بِحُجَّةِ ”جھوٹا سب نصارے ہے مولا جھوٹا سب نصار“

سورج چاند ستارے جھوٹے یہ روشن نظارے جھوٹے
 ثابت اور سیارے جھوٹے القصہ ہیں سارے جھوٹے
 جھوٹا سب نصارے ہے مولا جھوٹا سب نصار
 فصلیں اور برسائیں جھوٹیں شایں جھوٹیں راتیں جھوٹیں
 کنے جھوٹے ذاتیں جھوٹیں ولہ ساری یاتیں جھوٹیں
 جھوٹا سب نصارے ہے مولا جھوٹا سب نصار
 راجہ جھوٹا راج بھی جھوٹا تخت بھی جھوٹا تاج بھی جھوٹا
 کام بھی جھوٹا کام بھی جھوٹا کل بھی جھوٹا آج بھی جھوٹا
 جھوٹا سب نصارے ہے مولا جھوٹا سب نصار
 بہشاری و مستقی جھوٹی رفت جھوٹی پستی جھوٹی
 جنگل جھوٹا بستی جھوٹی کل دنیا مئے ہستی جھوٹی
 جھوٹا سب نصارے ہے مولا جھوٹا سب نصار
 مال و دولت والے جھوٹے جاہ و خلیط والے جھوٹے
 شان و شوکت والے جھوٹے زور و طاقت والے جھوٹے
 جھوٹا سب نصارے ہے مولا جھوٹا سب نصار
 بیرت اور بہشاری جھوٹی غفلت اور بیداری جھوٹی
 رندی و بیخواری جھوٹی مستقی و سرشاری جھوٹی
 جھوٹا سب نصارے ہے مولا جھوٹا سب نصار

انہیں دیکھنے کی تمنا نہیں ہے مگر ہاں کئی دن سے دیکھا تھیں،
 تری یاد یا قی تراغن سلامت اجالا ہے گھر میں اندازیر انہیں ہے
 خوشی دو جہاں کی منتسر ہے مجھ کو کرم وارث پاک کا کیا نہیں ہے
 اگر جان دینے سے ہاتھ آئے غنیمہ
 تو فہرنگا محبت کا سودا نہیں ہے

" رائے بردیلی ۱۹۳۸ء"

ازل سے درحقیقت رازدار گن فکاں ہم تھے
 با اندازو گر تخلیقِ کل کے نکتہ داں ہم تھے
 الست بھی کہاں ہم نے بلا بھی خود پکارا اٹھے
 کوئی کیا جان سکتا ہے کہاں ہم میں کہاں ہم تھے
 ہماری اُن توجہ سے ہوئی تخلیق دو عالم!
 شرکیب کارواں ہو کر امیر کارواں ہم تھے
 لفخت فیہ من الرؤحی سے ثابت ہو گیا عین
 عیاں ہم میں نہاں ہم تھے یہاں ہم میں ہاں ہم تھے
 اگر انسال تعلیم کی حدود سے دور ہو جائے
 جہاں کافرہ ذرہ توڑ سے معسوم ہو جائے
 بھی آئیں حُن و عشق سے راہِ محبت ہے
 کوئی مختار ہو جائے کوئی مجبور ہو جائے
 حضورِ شوق کی تکمیل مزاجِ محبت نہیں
 محبت میں جو مٹ جائے وہی منصوب ہو جائے
 ہمارا کیا ہے ہم جو کچھ کہیں وہ سب غلط عنبر
 وہ بر ہم ہو کہ جو کہہ دیں وہی دستور ہو جائے

اللہ اللہ انقلابِ دہر کی نیزگیان
قوم کی فطرت رکا ہے رجحانِ شوئے مال و زر

خانقاہیں عیش گاہیں مسجدیں جائے فساد
کفر کی آغوشیں میں اسلام دیکھا الحذر

نائبِ ختم رسالت اور تمول کا غسلام
کس کو کہیے راہزن اور کس کو کہیے راہب سر

چھپوڑ کرو رانیاں میں قصر میں حبودہ فنگن
صوفیوں کے حال پر اب پے تصورِ نوحہ گر

خواہشات نفس سے بھرلو پا اور حق کی تلاش
ہاتھ میں تبعیع دستارِ فضیلت زیب سر

بایزد و رابعہ شبیٰ کے کیا اقوال میں
مُسْعِیِ معرفتِ آن کی طرف تو غزر کر

ایک وہ ہیں راہِ حق میں جان بھی کر دی نشار
دوین کو قربان نونے کر دیا ہے نفس پر

رئیس الاحمد ارشید جمیعت

حضرت مولانا محمد علی جو سر جمیع علمی

باليں پہ بھی ز آيا شہید وفا کے بعد پوری ہوئی نکیون یہ تمباں فنا کے بعد
نادم ضرور ہو گا تو ظالم جفا کے بعد دو رحیمات آئے گا قاتل فنا کے بعد
ہے اب تذاہ بھاری تری انتہا کے بعد
جوراہ حق میں جان لٹائے شہید ہے اور دور جاں کئی اُسے درسید ہے
ہاں عاشقون کے قتل کا دن سوزیزید ہے قتل حسین غاصل میں مرگ زیدید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
محترم رب میں زاہد و عابد متی رشی عنبر مشاہدات سے ثابت ہوا یہی
کہتی ہے ان کی فیر پہ ہرم یہ بیکی ہے کس کے بل پڑھرت جو ہر یہ روشنی
ڈھونڈیں گے آپ کس کا سہارا نگدا کے بعد

نعت

تقریظ و تاریخ اُنطباع "اللہ عشق ہو"

نیجہ فکر

محترم المقام حضرت عبد الرحمن مغنی اجمیری مظلہ

منقی ہے ہر اک عشق بغیرہ وحدت روح بشریت ہے اُنے مشبت

ہے عشق ہی تخلیق بنائے عالم ہے عشق ہی تخلیق بنائے عالم

عنبر کی عنز لیا و نعوت و اشعار ہر عاشق صادق کے لیے ہیں بہجت

العشق ہو اللہ کے اشیاء کی رکھتے ہیں تبا و تاب رموز و حیرت

ہیں باع تصوف کی بہماریں اسمیں ہر شعر میں ہے روح شور و حکمت

آئینہ اسرارِ الہی ہر شعر ہر نقطہ ہے عگاسیں سرور خلت

معنی کھو تاریخ کتاب عنبر

العشق ہو اللہ عصاۓ فطرت

جتنی

نکاح حب بیت انداد
بنوں اندھن بیت لامت

قطعہ تاریخ

از نتیجہ فکر ضرط استاد باقر میں باقر شاہ جہانپوری ثم دہوی (مرحوم)

۱ = غ = غلوہ میں ہے حقیقت کلام عنبر شاہ بیانِ حق و صداقت کلام عنبر شاہ

۹ = ظ = ظہیر کا شفیق رمز تصوف انکی ذات ضیاءُ شمع ہدایت کلام عنبر شاہ

۱۰ = ف = فردہ دل کیلئے ہے شگفتگی کی نوید اپر از بہارِ اطافت کلام عنبر شاہ

۹ = ط = طریقِ عشق میں باقریہ وجہ کیف و سر پیامِ حسن و محبت کلام عنبر شاہ

اع ۱۹۸۹ قطعہ دیگر

میں نے مصالیں مجت کا خلاصہ

کلامِ حضرت عنبر میں پایا

مصالیں مجت کا خلاصہ

پیئے تاریخ طبع کے یے باقر

بیانِ فیض و ارت ہے یہ یویدا

۱۹۸۹



مَوْلَانَا مُحَمَّد أَكْرَم خاں رَحِيم

اعشق ہو اللہ کے قارئین اور اہل قلم خواتین و حضرت سے گراش خاں

حضرت شاہ صاحب قبلہ کا کلام بلاعثت نظام کا آپ نے مطالعہ فرمایا۔
اس میں آپ کے خیالات و جز بات اور تاثرات کیا ہیں یہ جاننا ہمارے
لئے بہت ضروری ہے۔ اس لئے مجھی کہ ہماری اکادمی اس عجیسوغہ کلام
کے باسے میں ایک تعارفی مجلہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہمیں امید
ہے کہ آپ ہماری اس دعوت کو قبول فرماتے ہوتے اپنے خیالات کا
انہصار ضرور فرمائیں گے۔

اپنی تحریریں بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ نوٹ فرماں۔

وارثی بک ہاؤس۔ اللہ والی ماڈریٹ لانڈسی نمبر ۹ کراچی نمبر ۳۰

المقص

چھتری میں اکی طمی اپڑا



خالقانہ عالیہ جامعہ وارثیہ چشتیہ قادریہ کامران العلوی
دریگاہ شریف حضرت سیدہ بی بی مائی آمنہ صاحبہ وغیرہ ٹرست رجسٹرڈ
بالائے جوناہ ہوئے گھاٹ قبرستانہ کادشاہی روڈ کراچی پاکستان

العشق هو اللہ

کے اجراء برپا دران طریقت کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

حسم

مولانا حمید اکبر وارثی اکاذبی

اور

الحمد پر منیر ز کراجی

کتبہ دل سے ممنون ہیں کہ ان کی پر غلوص اور بے لوث کادش نے مجموعہ کلام

العشق هو اللہ کوشیع فروزان بنادیا

فہرست

سید عبدالماجد صوفی وارثی	از حمیر دکبر شاہ وارثی عنبری شعیعہ
صدر ٹرست رجسٹرڈ خالقانہ حصہ	ناظم نشر و اشاعت وہنہم خالقانہ بعدا
ٹرست رجسٹرڈ 270 پاکستان	

تمہر پیدا ران و جملہ اراکین ٹرست حصہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ



al-hamid printers

DESIGNING, COLOUR SEPARATION, PRINTING

PHONE 9725777

9/12/S, NOOR TERRACE
ASLAM ROAD KARACHI

DATE _____

رَبُّ الْجَنَانِ حَمَدٌ طَهُورٌ

اللّٰهُمَّ شَارِكِ فِي تَعَالٰی كَالْأَكْفَارِ شَاهِي

کے پیر صبغیر کے معروف صوفی بزرگ شاعر حضرت قبلہ عنبر شاہ ارشادی کے مجسمہ کلام کو زلیقہ طباع علی آزادت کرنے کی سعادت لٹھا
پیر شمس زر کو حاصل ہوئی ہے

سچم تہذیل سے مولانا محمد الجہر ارشادی اکاؤنی کے بھی ممنون ہیں کہ جن کی
کوشش سے کلام نجیب ہو کر جموعہ کلام الحُبُّ عَلِيٰ هُوَ اللّٰهُ زلیقہ
سے آزادت ہوا۔

مجموعہ کلام کا ہر شعر طابانِ حق کیلئے خضر راہ اور بیش بہا علی خزانہ ہے۔ ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے
جیب خوب خوبیں لائے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خواجہ گانج چشت کے صدقہ باری اس کا ویں طباعت کو شرف۔

قیوں لیت عطا فی مائے۔

(آینہ نعم آینہ)

AL-ISHAQ HOWAL-LAH

Author

Syed Ambar Ali Shah Warsi Ajmeri



الإشاعر الحوال لاه